تنظیم اسلامی کا ترجمان

45

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

2 تا 8 جمادی الاولیٰ 1443ھ / 7 تا 13 دسمبر 2021ء

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوتِ توحید اور اتحادِ انسانیت

اسلام جو کامل نظامِ زندگی ہے اس کی توحید کے ذریعے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اتحادِ انسانیت کی بنیاد رکھی۔ آپؐ نے تعلیم دی کہ سب انسان ایک خدا کے بندے ہونے کی حیثیت سے حدودِ بندگی میں برابر ہیں۔ نماز کے ذریعے آپؐ نے انسانیت کو نظم وضبط کی تعلیم دی۔ انہیں پاکیزگی، طہارت، پابندیٔ اوقات، ہر معاملے میں خدا ترسی اور دینداری سکھائی۔ زکوٰۃ وصدقات کے ذریعے آپؐ نے غریبوں، محتاجوں، مسکینوں اور بے سہارا انسانوں کے مسائل حل کیے۔ سرمایہ داری کا خاتمہ کیا۔ انسانوں میں غیر منصفانہ طبقاتی تقسیم کی بنیاد ختم کی۔ انسانوں کو جذبات صالحہ اور اعمال حسنہ کی بنیاد پر باہمی بھائی بھائی بنایا۔ تقسیم وراثت کے ذریعے اجتماعِ دولت کا راستہ بند کر کے گردش دولت کا راستہ کھول دیا، تاکہ محرومی اور نا یافتگی کوئی مستقل طبقاتی قدر نہ بن سکے۔ اسلام کے تصورِ رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت نے انسانیت کے لیے ناگزیر کر دیا کہ آخری ہدایت کو پیش کرنے والی رسالت پوری اور جامع ہدایت پہنچائے۔ اس رسالت کے ذریعے علمی اور عملی پہلو سے دنیا پر حجت تمام کرنے میں کوئی کمی باقی نہ رہے۔ اس طرح ختم نبوت نے وحدت قیادت کا بھی سبق دیا۔ آپؐ کے نظامِ اخوت نے مسلمانوں کو بنیان مرصوص بنا دیا۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غیر مشروط اطاعت نے وحدت عمل وحرکت واقدام کا درس دیا اور تحریک کو تیز تر کرنے کا سامان فراہم کیا۔ آخرت میں مسئولیت کے احساس نے ذمہ داری اور جوابدہی کی قوت ابھار دی۔ جرأت فیصلہ نے مواقع سے فائدہ اٹھانے اور صحیح نتائج نکالنے کا راستہ بتایا اور آپؐ کے بروقت اقدامات نے باطل کے لیے شکست مقدر کر دی۔ اس طرح ایک تدریجی ارتقا کے تحت باطل مٹتا گیا اور حق غالب آتا چلا گیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکمت انقلاب
سید اسعد گیلانی

اس شمارے میں

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل
مذہبی جماعتوں کا کردار (6)

اللہ کی پکڑ سے فرار ممکن نہیں

تفصیلی رپورٹ
تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع 2021ء

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی معاویہؓ

......سب کچھ کہہ گزرتے ہیں

اسلام میں ایک مثالی شوہر کا کردار

استہزاء بازی

سُوۡرَۃُ الۡفُرۡقَان | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 41، 42

وَ اِذَا رَاَوۡکَ اِنۡ یَّتَّخِذُوۡنَکَ اِلَّا ہُزُوًا ؕ اَہٰذَا الَّذِیۡ بَعَثَ اللّٰہُ
رَسُوۡلًا ﴿۴۱﴾ اِنۡ کَادَ لَیُضِلُّنَا عَنۡ اٰلِہَتِنَا لَوۡ لَاۤ اَنۡ صَبَرۡنَا عَلَیۡہَا ؕ وَ
سَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ حِیۡنَ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ مَنۡ اَضَلُّ سَبِیۡلًا ﴿۴۲﴾

آیت ۴۱: ﴿وَ اِذَا رَاَوۡکَ اِنۡ یَّتَّخِذُوۡنَکَ اِلَّا ہُزُوًا ؕ﴾ ”اور یہ لوگ جب بھی آپؐ کو دیکھتے ہیں تو آپؐ کا مذاق بنا لیتے ہیں۔“

قریشِ مکّہ کے ہاں حضور ﷺ کی دعوت کی مخالفت کا یہ بھی ایک طریقہ تھا کہ وہ بات سننے کے لیے کبھی سنجیدہ نہ ہوتے اور آپؐ کی دعوت کو ہمیشہ مذاق میں اڑا دیتے۔ نہ وہ آپؐ کی بات کو کبھی سنجیدگی سے سنتے‘ نہ کبھی اس پر غور کرتے اور نہ ہی اس کا کوئی سنجیدہ جواب دیتے۔

﴿اَہٰذَا الَّذِیۡ بَعَثَ اللّٰہُ رَسُوۡلًا ﴿۴۱﴾﴾ ”کیا یہ ہے وہ شخص جسے اللہ نے بھیجا ہے رسول بنا کر!“

یہ اور اس طرح کے دوسرے جملوں کے ذریعے وہ لوگ آپؐ کا تمسخر اڑاتے تھے۔

آیت ۴۲: ﴿اِنۡ کَادَ لَیُضِلُّنَا عَنۡ اٰلِہَتِنَا لَوۡ لَاۤ اَنۡ صَبَرۡنَا عَلَیۡہَا ؕ﴾ ”قریب تھا کہ یہ شخص ہمیں اپنے معبودوں سے ورغلا دیتا‘ اگر ہم اُن (کی پرستش) پر ثابت قدم نہ رہتے۔“

اگر ہم نے اپنے ان معبودوں کے ساتھ وفاداری کا رشتہ استوار نہ کر رکھا ہوتا تو یہ شخص ضرور ہمیں ان سے برگشتہ کر کے راستے سے بھٹکا دیتا۔

﴿وَ سَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ حِیۡنَ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ مَنۡ اَضَلُّ سَبِیۡلًا ﴿۴۲﴾﴾ ”عنقریب جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو جان جائیں گے کہ کون بھٹکا ہوا تھا راستے سے۔“

انہیں بہت جلد یہ حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ اصل گمراہ کون تھا؟ جنہیں یہ گمراہی کا الزام دیتے ہیں وہ یا یہ خود!

فرمان نبویؐ

استغفار کی برکتیں

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ : ((مَنۡ لَزِمَ الۡاِسۡتِغۡفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنۡ کُلِّ ضِیۡقٍ مَّخۡرَجًا وَّمِنۡ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَّ رَزَقَہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ)) (رواہ ابوداوٗد)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہمیشہ استغفار (اللہ سے گناہوں کی بخشش کے لیے دعا) کرتا رہے، اللہ ہر قسم کی تنگی سے نکلنے کی راہ اس پر کھول دے گا اور ہر غم و فکر سے اسے نجات بخشے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عنایت فرمائے گا جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔“

تشریح: ”استغفار“ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اس گناہ کو بالکل ترک کر دے جس کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ سے درخواست کر رہا ہے۔ پورے شعور اور عاجزی کے ساتھ ایک سو بار روزانہ اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہے۔ اس سے ہر قسم کی تنگی اور مصیبت سے نکلنے کی راہ پیدا ہو گی۔ یعنی دل میں سکون اور اطمینان پیدا ہوگا۔

حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں یکے بعد دیگرے چار آدمی حاضر ہوئے۔ ایک نے قحط سالی کی شکایت کی۔ دوسرے نے اپنی تنگدستی اور محتاجی کا شکوہ کیا۔ تیسرے نے کہا، حضرت! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بیٹا عطا فرمائے۔ چوتھے نے عرض کیا، میرا باغ سوکھ گیا ہے۔ آپؒ نے ہر ایک سے کہا کہ ”اللہ سے استغفار کرو۔“

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

2 تا 8 جمادی الاولیٰ 1443ھ جلد 30
7 تا 13 دسمبر 2021ء شمارہ 45

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل

مذہبی جماعتوں کا کردار (6)

(گزشتہ سے پیوستہ) پاکستان کے سیاسی عدم استحکام کی وجوہات کی اگر مختصر ترین الفاظ میں سمری تیار کی جائے تو وہ کچھ یوں بنتی ہے کہ مسلم لیگ کا ایک منظم سیاسی جماعت بنے بغیر ایک تحریک کی صورت اختیار کر کے پاکستان قائم کرنے میں کامیاب ہو جانا اور اسلامی جماعتوں کا عوام کی علمی اور فکری تربیت اور ذہنی و عملی تبدیلی کے بغیر محض اسلام کے نعرے کے ساتھ انتخابی سیاست میں کود پڑنا وہ بنیادی عوامل تھے جو نہ صرف پاکستان کے سیاسی سطح پر عدم استحکام کا باعث بنے بلکہ اسلامی ریاست کے قیام کے حوالے سے ہم مسلسل پسپائی اختیار کرتے چلے گئے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ اکثر اسلامی جماعتیں عوامی جلسوں میں بھی اسلام کا ذکر نہیں کرتیں۔ یہاں تک کہ پی ڈی ایم کے ایک جلسے میں مولانا فضل الرحمٰن نے عمران خان پر الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے انہیں اور ان کی جماعت کو اسلامی شعائر کی خلاف ورزی کا مرتکب ٹھہرایا تو پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے سیاست میں اسلام کے حوالے سے بات کرنے پر ان سے اختلاف کیا (جیسا کہ اکثر سیکولر حضرات کرتے ہیں) تو اس کے بعد مولانا نے PDM کے کسی بھی جلسہ میں اسلام کا کوئی حوالہ اُس وقت تک نہیں دیا جب تک بلاول بھٹو پی ڈی ایم میں رہے۔ اسی طرح دوسری اسلامی جماعتیں موجودہ حکومت پر مہنگائی وغیرہ کے حوالے سے زبردست تنقید کرتی ہیں لیکن اسلام کے نفاذ کے حوالے سے کوئی پیش قدمی نہ کرنے پر یا کوئی مثبت قدم نہ اٹھانے پر اب ہماری مذہبی سیاسی جماعتیں کوئی قابل ذکر مخالفت یا احتجاج نہیں کرتیں۔

مذہبی سیاسی جماعتوں میں ''لبیک یا رسول اللہ'' کا ذکر نہیں ہو سکا۔ شاید اس لیے کہ مذہبی سیاسی جماعتوں میں یہ ایک نئی انٹری ہے اور اُنہیں پاکستان کے سیاسی معاملات میں بھرپور حصہ لینے کے لیے ابھی بہت کم وقت ملا ہے۔ البتہ سیاست میں ان کی انٹری کو دبنگ انٹری کہا جائے گا۔ کیونکہ اِس جماعت نے 2018ء کے انتخابات میں بہت زیادہ ووٹ حاصل کیے اور ان کا جماعتی نظم اور عوامی رابطہ مثالی ہے۔ انہوں نے مکمل دین اسلام کو فوکس نہیں کیا بلکہ حضور ﷺ کی ذات اقدس اور آپ ﷺ کی حرمت کو اپنی احتجاجی سیاست کا مرکزی نکتہ بنا کر نہ صرف پاکستان کی سیاست کو ہلا کر رکھ دیا ہے بلکہ عالمی سطح پر اپنی ایک پہچان بنالی ہے۔ اگرچہ پاکستان کے عوام کے ایک بہت بڑے حصہ میں اُن کو بڑی حمایت حاصل ہوئی ہے لیکن اُن کے طرزِ احتجاج کو بعض حلقے ناپسندیدگی سے بھی دیکھ رہے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ اُن کا احتجاج کا طریقہ کار کیا تھا لیکن دورانِ احتجاج جو پُرتشدد

واقعات ہوئے اُن کی کسی صورت حمایت نہیں کی جاسکتی ۔ پھر یہ کہ فرقہ واریت کے حوالے سے اُن کا ریکارڈ قابلِ تحسین نہیں ہے ۔لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے حضورﷺ سے اپنے بلکہ ہر مسلمان کے والہانہ تعلق کا جو اظہار کیا، عالمی حالات اور طاغوتی قوتوں کی ریشہ دوانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم برملا کہیں گے کہ اس کی شدت سے ضرورت تھی ۔کون نہیں جانتا کہ آج کے مسلمان کا اسلام سے بحیثیت دین تعلق انتہائی کمزور ہو چکا ہے لیکن اس کے باوجود ایک تعلق پوری شدت سے قائم ہے اور وہ ہے حضورﷺ کی مبارک ذات سے جذباتی تعلق ۔حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے دشمن اس تعلق کو ختم کرنا چاہتے ہیں تا کہ اسلام اور مسلمان کو الگ تھلگ کیا جاسکے ۔بقول اقبال ؎

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اُس کے بدن سے نکال دو

اس تعلق کو سمجھنے کے لیے یہ مثال مفید ثابت ہوگی جیسے کوئی شخص کسی بلندی سے کھائی میں گرا چاہتا تھا لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی رسی یا ایسی شے آ گئی کہ وہ گرنے سے بچا ہوا ہے اور ہوا میں معلق ہے لہٰذا یہ رسی یا وہ شے جسے اس نے تھاما ہوا ہے وہ اگر کٹ جائے یا اس کا ہاتھ چھوٹ جائے تو گرنے اور ہلاک ہونے سے بچ نہیں سکے گا اور اگر وہ اس ذریعہ کو مضبوطی سے تھامے رکھتا ہے تو اس کی مدد سے کسی وقت واپس بلندی پر آ سکتا ہے ۔ہم سمجھتے ہیں کہ طاغوتی قوتوں نے اپنے نقطۂ نظر سے بڑی ہی صحیح جگہ پر سٹرائیک کیا ہے ۔ مسلمان پہلے ہی ایک ڈگمگاتی اور ہوا کے تھپیڑوں کی زد میں آئی ہوئی کشتی میں سوار ہیں اگر یہ قوتیں خدانخواستہ مسلمان کا تعلق حضورﷺ سے منقطع کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو نہ صرف اُمت مسلمہ کا بدترین انجام یقینی ہے بلکہ انفرادی سطح پر بھی مسلمان بری طرح ہلاک ہوں گے ۔لہٰذا امت مسلمہ کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ وہ اس حوالے سے دشمنوں کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دے اور اس ذریعہ سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر بلکہ مضبوط ترین کرلے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ''لبیک'' نے اس مسئلے کی اہمیت کو اجاگر کر کے مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت کی ہے ۔غیر مسلم کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپﷺ کی عزت اور حرمت کے سامنے کسی شے کی کوئی حیثیت اور اہمیت نہیں ہے ۔اور قوم کو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ مسئلہ صرف ''لبیک'' والوں کا نہیں بلکہ حضورﷺ کے ہر اُمتی کا مسئلہ ہے ۔

پاکستان کے سیاسی عدم استحکام کے حوالے سے ہم نے صرف مین سٹریم کی سیاسی جماعتوں اور مذہبی جماعتوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے رول پر اخلاق اور تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے تنقید کی ہے لیکن ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان دونوں اقسام کی جماعتوں (یعنی سیاسی اور مذہبی سیاسی جماعتیں) نے ہر نوع کی انتہا پسندی ، تخریب کاری اور دہشت گردی سے گریز کیا ہے اور شر پسندوں کو خود سے دور رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی ہے ۔

سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے علاوہ پاکستان میں چند قوم پرست اور ایک لسانی جماعت کا بڑا اہم رول رہا ہے ۔قوم پرست جماعتیں جو پنجاب کے سوا باقی تینوں صوبوں میں کافی سرگرم رہی ہیں ان جماعتوں کے کارکن بڑے Dedicated اور اپنے موقف کے حوالے سے بہت سخت رہے ہیں لیکن وہ کہیں بھی خاص کامیابی حاصل نہیں کر سکیں البتہ انہوں نے مختلف مواقع پر اپنی قوت کا بھرپور اظہار کرنے کی کوشش کی ۔ایک وقت تھا جب خیبر پختونخوا کو صوبہ سرحد کہا جاتا تھا تو وہاں (آزاد) پختونستان کا شوشہ چھوڑا گیا ۔سندھ میں وقفہ وقفہ سے سندھو دیش کی آوازیں اُٹھتی رہی ہیں اور بلوچستان میں بی ایل اے (بلوچستان لبریشن آرمی) کا اٹھایا ہوا طوفان تو ابھی تک صحیح طرح تھم نہیں سکا ۔ یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ ان قوم پرست جماعتوں کو کیونکہ فوج فرنٹ لائن پر آ کر confront کرتی رہی ہے اور اس میں سیاست دانوں کی involvement کم رہی ہے لہٰذا ہمیں تسلیم کرنا چاہیے کہ ان کا مسئلہ سیاسی سطح پر حل کرنے کی بجائے قوت سے کچل دیا گیا ہے ۔ایم کیو ایم جو ایک لسانی جماعت ہے وہ بنیادی طور پر سندھ کے شہری علاقوں کی جماعت ہے ''اُردو سپیکنگ'' اُن کی انفرادیت ہے ۔لیکن چند سال پہلے تک اُن کے اُٹھائے ہوئے اقدامات پاکستان بھر کو متاثر کرتے تھے وفاقی حکومت بھی اُس پر سرِ تسلیم خم کرتی تھی ۔ الطاف حسین اُس کے سربراہ تھے جو اپنے ایک حکم سے سندھ کے بڑے شہروں میں زندگی مفلوج کر دیتے تھے ۔اِس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ ایم کیو ایم کیوں بنی اور پھر کیوں بے لگام ہوگئی، اِس سے ایم کیو ایم کی سیاسی بنیاد اور ارتقاء کو سمجھنے میں آسانی ہوگی ۔ ایم کیو ایم مہاجر قومی موومنٹ کا مخفف ہے ۔ اِس نے 1980ء کی دہائی سے اپنی حیثیت منوانا شروع کی ۔ اِس میں تقسیم ہند کے وقت بھارت سے آئے ہوئے مہاجرین کی بہت بڑی (باقی صفحہ 16 پر)

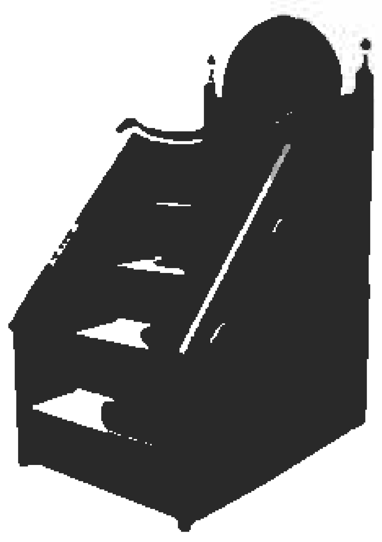

اللہ کی پکڑ سے فرار ممکن نہیں

(سورۃ الرحمٰن کی آیات 35 تا 40 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 12 نومبر 2021ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم سورۃ الرحمٰن کی آیات 35 تا 40 کا مطالعہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ اس مقام پر ان مجرمین کا بیان آ رہا ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا، رسولوں کی دعوت کا انکار کیا یا جنہوں نے مانا ہے لیکن عملاً نہیں مانتے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی روش پر ہیں۔ ان تمام مجرمین کے ساتھ کل جو معاملہ ہونے والا ہے اور جس قدر عذاب کی کیفیت ان کے لیے تیار ہے اس کا ذکر یہاں نصیحت کے طور پر آیا ہے تا کہ آج کی اس مہلت عمل سے ہم فائدہ اُٹھا لیں اور اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی کی روش سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔ قرآن میں جہاں جہنم اور اس کے عذابوں کا ذکر آیا ہے وہاں جنت اور اس کی نعمتوں کا ذکر بھی آیا ہے۔ یعنی ڈرایا بھی جاتا ہے اور خوشخبری بھی سنائی جاتی ہے۔ قرآن میں اللہ نے بھی یہی اسلوب اختیار کیا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے بھی یہی اسلوب اپنی دعوت میں اختیار کیا ہے۔ بندہ مومن کا طرزِ عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی پکڑ کا خوف بھی رکھتا ہے اور اللہ کی رحمت کی امید بھی رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الایمان بین الخوف والرجاء)) ’’ایمان خوف اور امید کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔‘‘

بندہ اللہ کی پکڑ کا خوف بھی رکھے تا کہ گناہوں سے بچے، نافرمانی اور برے انجام سے بچے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید بھی رکھے تا کہ نیکی میں آگے بڑھے اور کل کی خیر پائے۔ آج جن آیات کا مطالعہ ہم کرنے جا رہے ہیں ان میں مجرمین، گناہگاروں اور نافرمانوں کے حوالے سے بیان ہے۔ اس کے بعد اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا ذکر آئے گا، ان کی صفات کا ذکر آئے گا اور ان کے انعامات کا ذکر آئے گا۔ ان شاء اللہ یہاں فرمایا:

﴿یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴾ (الرحمٰن:35) ’’تم پر پھینکے جائیں گے بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے اور دھواں، تو تم لوگ بدلہ نہیں لے سکو گے۔‘‘

مرتب: ابو ابراہیم

اکثر مفسرین نے یہاں جہنم کے عذاب مراد لیے ہیں۔ شواظ سے مُراد آگ کا ایسا شعلہ ہے جس میں دھواں نہ ہو اور نحاس سے مراد ایسا دھواں جس میں آگ کی کیفیت نہ ہو۔ یعنی طرح طرح کے عذاب وہاں دیے جائیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ! ہم سب کو آگ کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴾ (الرحمٰن:36) ’’تو تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟‘‘

مسئلہ یہ ہے کہ جہنم کے بارے میں ہمیں انتہائی سنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اللہ رب العالمین بھی ہے، الرحمان بھی ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ رحمۃ للعالمین بھی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے، ہمیں پیشگی اس عذاب سے ڈرایا جا رہا ہے تا کہ ہم بروقت سنبھل جائیں اور اس بڑے عذاب سے بچ جائیں۔ اللہ ہم سے محبت فرماتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ ہم سے محبت فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’(اے لوگو دیکھو!) آ چکا ہے تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول، بہت بھاری گزرتی ہے آپؐ پر تمہاری تکلیف تمہارے حق میں آپؐ (بھلائی کے) بہت حریص ہیں، اہل ایمان کے لیے شفیق بھی ہیں، رحیم بھی۔‘‘ (التوبۃ:128)

جہنم کے عذابوں کا ذکر قرآن مجید میں اور احادیث میں بار بار اسی لیے آیا ہے تا کہ ہم معصیت، نافرمانی اور گناہوں کے رویے سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔ ہم جہنم کے عذابوں کی شدت کا تصور بھی اس دنیا میں نہیں کر سکتے۔ صحیح بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ جہنم کا کم ترین عذاب یہ ہے کہ ایک شخص کو انگاروں پر بنی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس کے تسمے بھی انگاروں کے ہوں گے۔ جب وہ پہنے گا تو اس کی حدت سے اس کا پورا وجود اور اس کی کھوپڑی اس طرح کھولے گی جس طرح چولہے پر اُبلتا پانی کھول رہا ہو۔ رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ جہنم کا کم ترین عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کے بارے میں سنجیدگی عطا فرمائے اور جہنم کے عذاب سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا یہ معمول تھا کہ فجر کے بعد آپ ﷺ اذکار اور دعاؤں میں مشغول رہتے تھے۔ ان میں آپ ﷺ صبح و شام سات مرتبہ یہ دعا بھی فرماتے تھے:

((اللھم اجرنی من النار)) ''اے اللہ مجھے آگ سے بچالے۔''

حالانکہ حضور ﷺ معصوم ہیں۔ بخشے بخشائے ہیں، امام الانبیاء ﷺ ہیں، شفاعت کبریٰ کا حق آپ ﷺ کے لیے ہوگا۔ جنت کا دروازہ سب سے پہلے آپ ﷺ کے لیے کھولا جائے گا۔لیکن رسول اللہ ﷺ یہ دعائیں اس امت کی تعلیم کے لیے فرمارہے ہیں۔ اگر اللہ کے رسول ﷺ جہنم کی آگ سے بچنے کے حوالے سے اس قدر اہتمام فرمارہے ہیں تو مجھے اور آپ کو کس قدر اہتمام کی ضرورت ہے؛ اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾﴾ (الرحمٰن: 37) ''پھر جب آسمان پھٹ جائے گا اور ہوجائے گا گلابی' تیل کی تلچھٹ جیسا۔''

یہ قیامت کے برپا ہونے کی کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے لمحات کی مختلف کیفیات کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسے

﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿١﴾﴾ (الانشقاق: 1) ''جب آسمان پھٹ جائے گا۔''

﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾﴾ (التکویر: 1) ''جب سورج لپیٹ لیا جائے گا۔''

﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿٢﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿٣﴾﴾ (سورۃ الانفطار) ''جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔''

قیامت کے مناظر جابجا قرآن حکیم میں بیان ہوئے ہیں ۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوشخص اپنی نگاہوں سے قیامت کے مناظر دیکھنا چاہے تو ان تین سورتوں کا مطالعہ کرے(جامع ترمذی)۔ قیامت کے تناظر میں قرآن حکیم کئی مرتبہ آسمان کے پھٹ جانے کا ذکر فرماتا ہے۔ جیسے زیر مطالعہ آیت میں فرمایا:

﴿فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾﴾ (الرحمٰن: 37) ''پھر جب آسمان پھٹ جائے گا اور ہوجائے گا گلابی' تیل کی تلچھٹ جیسا۔''

سائنس دانوں نے جس حد تک تحقیق کی ہے اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ کہکشائیں بلیک ہولز میں جا کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس ہولناک منظر کی تصویر کشی کا دعویٰ بھی بعض اوقات ناسا والے کرتے ہیں اور جب وہ تصویر دنیا کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو اس میں بالکل یہی کیفیت ہوتی ہے جو آیت میں بیان ہوئی کہ اس گلیکسی کا رنگ گلابی، تیل کی تلچھٹ جیسا یا سرخ ہوجاتا ہے۔ ہماری گلیکسی میں جب قیامت برپا ہوگی تو اس کے تمام سیارے اور ستارے بھی اسی طرح تباہ ہوجائیں گے اور ہر طرف آگ ہی آگ ہو گی ۔ آسمان کے پھٹنے کی اصل کیفیت تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ تاہم قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے جو ہمارے مشاہدات میں آسکتے ہیں۔ آگے فرمایا:

﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾﴾ (الرحمٰن:38) ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کروگے؟''

آج دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ اور قیامت کا انکار کرنے والے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی نہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ علماء خوامخواہ لوگوں کو ڈراتے رہتے ہیں، پریشان کرتے ہیں، کچھ نہیں ہونے والا۔ کچھ عرصہ پہلے ایک سائنس دان آئزک کا انتقال ہوا۔ اس نے بڑی کتابیں شائع کیں۔ اس سے پوچھا گیا کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اس نے کہا: کچھ بھی نہیں ہوگا۔ سب ختم ہوجائے گا۔ یہ بھی جہالت ہے۔ اس لحاظ سے چودہ صدیاں پہلے آخرت کا انکار کرنے والا اور آج کی سائنسی تعلیم وتحقیق رکھنے والا انسان جہالت میں برابر ہیں اگر وہ حق کو تسلیم نہیں کرتے۔ قرآن جس چیز کو جہالت کہتا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ ہمارے سکولز کم ہوں، یونیورسٹیز کم ہوں،

پریس ریلیز 3دسمبر 2021ء

ایران اور افغانستان تحمل کا مظاہرہ کریں اور جگ ہنسائی کا باعث نہ بنیں

شجاع الدین شیخ

ایران اور افغانستان تحمل کا مظاہرہ کریں اور جگ ہنسائی کا باعث نہ بنیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے حال ہی میں ہونے والی ایران افغان سرحدی جھڑپوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ مسلمانوں کو یہ بنیادی بات سمجھنا چاہیے کہ اسلام دشمن قوتیں پہلے ہی امت مسلمہ میں انتشار اور افتراق کی خواہشمند ہیں اگر مسلمان ممالک یوں باہم دست وگریباں رہے تو دشمن اِس کا فائدہ اُٹھانے سے نہیں چوکیں گے۔ اُنھوں نے کہا کہ اِس حوالے سے ایران پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک بڑا اور مستحکم اسلامی ملک ہے لہٰذا اُسے افغانستان کی نوزائیدہ حکومت کی ہرطرح کی مدد کرنا چاہیے۔ اُنھوں نے کہا کہ اگرچہ ابھی تک کسی بھی اسلامی ملک نے افغان طالبان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا لیکن پاکستان سمیت کچھ اسلامی ممالک کسی نہ کسی انداز میں افغانستان کے مسائل حل کرنے میں افغان طالبان کی مدد کر رہے ہیں۔ اگر ایران، افغانستان کی نئی حکومت کی کوئی مدد نہیں کرنا چاہتا تو کم از کم ایسے اقدامات سے گریز کرے جن سے افغان طالبان کی حکومت کے لیے مزید مسائل کھڑے ہوجائیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ضرورت اِس امر کی ہے کہ امتِ مسلمہ افغان طالبان کی حکومت کو ہرممکنہ تحفظ دے تاکہ وہ ایک حقیقی اسلامی ریاست قائم کر کے باقی مسلمان ممالک کے لیے ایک قابلِ تقلید مثال قائم کریں اور دشمنوں کے عزائم کو ناکام بنایا جاسکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کالجز کم ہوں۔ جہالت یہ نہیں ہے کہ پی ایچ ڈیز کی تعداد کم ہو۔ قرآن کہتا ہے کہ جہالت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی وحی کے خلاف میں کھڑا ہو جائے، اللہ کی وحی کو فراموش کرے، انکار کرے، یہ جہالت ہے۔ ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام تھا اور اس کی کنیت ابوالحکم تھی۔ یعنی حکمت والا۔ وہ اس دور کی پارلیمنٹ یعنی دارالندوا کا سربراہ تھا جہاں قریش کے بڑے بڑے سردار بیٹھتے تھے۔ یعنی ابوجہل ان سرداروں کا بھی سردار تھا۔ وہ ان کے فیصلے کرتا تھا۔ لیکن جب اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکار کیا ہے، وحی کی تعلیم کا انکار کیا ہے تو پھر یہ ابوجہل قرار پایا۔ موجودہ دور کے بڑے سائنس دان ہوں یا کوئی پارنار یسرچرا گروہ وحی کا، قیامت کا اور آخرت کا انکار کرتا ہے تو اوّل درجہ کا جاہل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے نظارے آج بھی ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰىهَا ﴿٢٧﴾﴾ (النازعات:27) ''(اے لوگو! ذرا سوچو!) کیا تمہاری تخلیق زیادہ مشکل ہے یا آسمان کی؟ اس نے اسے تخلیق کیا۔''

جس نے اپنے آسمان کو بنایا وہ ختم بھی کردے گا اسے تم جیسوں کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ فرمایا:

﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ﴾ (المومن:57) ''آسمانوں اور زمین کی تخلیق یقیناً زیادہ بڑا کام ہے انسانوں کی تخلیق سے''

تم نہ تھے تو اللہ نے تمہیں بنادیا۔ اس کے لیے دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ آگے فرمایا:

﴿فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَاۗنٌّ ﴿٣٩﴾﴾ (الرحمٰن:39) ''تو اُس روز پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوگی، نہ کسی جن سے اور نہ انسان سے اُس کے گناہوں کے بارے میں۔''

پہلی بات یہ ہے کہ حساب کتاب تو ہونا ہے۔ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر بھی ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ سوالات بھی کرے گا۔ سورۃ التکاثر میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿٨﴾﴾ (التکاثر) ''پھر اس دن تم سے ضرور پوچھا جائے گا نعمتوں کے بارے میں۔''

سورۃ الاعراف کے شروع میں آتا ہے:

﴿فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦﴾﴾ ''پس ہم لازماً پوچھ کر رہیں گے ان سے بھی جن کی طرف ہم نے رسولوں کو بھیجا اور لازماً پوچھ کر رہیں گے رسولوں سے بھی۔''

احادیث میں بھی روزِ محشر پوچھے جانے والے سوالات کا تذکرہ موجود ہے۔ احادیث کے مطابق پہلا سوال روزِ محشر نماز کے بارے میں ہوگا۔ صحابہ کرام ؓ کے دور میں منافقین کو بھی معلوم تھا کہ نماز کو ہی مسلمان اور کافر کے درمیان فرق سمجھا جاتا ہے۔ ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ فجر اور عشاء کی نمازوں میں نہ آنا نفاق کی علامت ہے۔ عبداللہ بن ابی تو جمعہ کے دن پہلی صف میں آکر بیٹھتا تھا اور کھڑے ہو کر اپنے جھوٹے ایمان کا اظہار کرتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ یعنی اس دور کے منافق پانچوں نمازیں ادا کرنے آتے تھے تاکہ ان کو مسلمان مانا جائے۔ لیکن آج ہم امتی ہیں جن کی بڑی تعداد ایسی ہے جو پانچوں نمازیں ضائع کر کے بھی مطمئن بیٹھی ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ سکول میں بچوں سے پوچھا گیا کہ بیٹا! نماز کون لوگ نہیں پڑھتے؟ ایک بچے نے کہا: وہ جو مرجاتے ہیں اور وہ جو کافر ہوتے ہیں۔ یعنی اگر مسلمان ہے تو نماز لازمی ہے ورنہ اگر نماز نہیں ہے تو وہ کیسا مسلمان ہے۔ البتہ شناختی کارڈ میں ضرور لکھا جائے گا مسلمان، اگر مرجائے تو اس کا جنازہ بھی پڑھیں گے لیکن حقیقت میں عملاً وہ کفر کی روش پر ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں بندے کے اسلام اور کفر میں نماز کا فصل ہے۔ نماز ہے تو اسلام کی طرف ہے، نماز نہیں تو کفر کی طرف ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

((من ترک الصلاۃ متعمداً فقد کفر)) جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ کفر کر چکا۔

ایک کلمہ گو مسلمان نماز نہیں پڑھتا تو اسلام میں ضرور ہے مگر حقیقت کے اعتبار سے وہ کافرانہ روش پر ہے، عملی اعتبار سے یہ کافرانہ روش ہے۔ قیامت کے دن پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا۔ جس کی نماز درست ہوگی اس کے معاملات میں بھی درستگی ہوگی اور جس کی نماز میں بگاڑ ہو اس کے باقی معاملات میں بھی بگاڑ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیاں معاف فرمائے اور ہمیں تمام نمازوں کی حفاظت کی اور تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک اور روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ابو برزہ اسلمی ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں پاؤں نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں لگایا گیا، اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کیا عمل کیا اور اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا''

یہ محمد مصطفی ﷺ کا فرمان ہے۔ بہرحال یہ ہمارے اصل ایشوز ہیں۔ ہم کتنا ان کے بارے میں فکرمند ہیں؟ حالانکہ یہ سوالات تو ہونے ہیں۔ لیکن جب جہنم میں ڈالا جا رہا ہوگا تو اللہ تعالیٰ نہیں پوچھے گا کہ تمہیں سزا کیوں دی جا رہی ہے۔ اللہ کو تو خوب معلوم ہے اور سوال جواب بھی بندوں پر حجت قائم کرنے کے لیے ہوں گے۔ کیونکہ وہاں کچھ لوگ جھوٹے بھی ہوں گے۔ سورۃ الانعام میں فرمایا:

﴿ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿٢٣﴾﴾ (آیت:23) ''پھر نہیں ہوگی ان کی کوئی اور چال سوائے اس کے کہ وہ کہیں گے کہ اللہ کی قسم جو ہمارا ربّ ہے، ہم مشرک نہیں تھے۔''

یہ منافقین اور مشرکین جھوٹ بولنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ گواہ پیش کردے گا۔ سورۂ یٰسین میں فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓي اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾﴾ (آیت:65) ''آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگادیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس کمائی کے بارے میں جو وہ کرتے رہے تھے۔''

یہ سب مراحل اتمام حجت کے لیے ہوں گے۔ مگر جب جہنم میں ڈالا جا رہا ہوگا تو کسی سے پوچھا نہیں جائے گا کہ تم کس وجہ سے جہنم میں جا رہے ہو۔ اللہ کو سب معلوم ہے۔ آگے فرمایا:

﴿فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٠﴾﴾ (الرحمٰن:40) ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

یہ حساب کتاب کا ہو جانا، مجرمین کو سزا کا دیا جانا اور اللہ کے نیک بندوں کو بہترین اجر عطا کیا جانا یہ بھی اللہ کی نعمت کا تقاضا ہے اور اللہ تعالیٰ پکڑنے پر بھی قادر ہے، حساب کتاب لینے پر بھی قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس دن کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مرکزی اجتماع گاہ بہاولپور میں منعقدہ

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع 2021ء

کی مختصر روداد

مرتب: مرتضیٰ احمد اعوان

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع 19 تا 21 نومبر 2021ء کو مرکزی اجتماع گاہ بہاولپور میں منعقد ہوا جس میں پورے پاکستان سے رفقاء نے شرکت کی۔ پچھلے سال کورونا وائرس کی وجہ سے پوری دنیا میں لاک ڈاؤن کی پابندی کی وجہ سے تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع منعقد نہیں ہوسکا تھا۔ اس سال بھی کورونا ایس او پیز پر عمل کرتے ہوئے نظم بالا نے پچاس سال سے زیادہ عمر کے بزرگ رفقاء کو شرکت نہ کرنے کی اجازت دی ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود بے شمار بزرگ اور دوسرے رفقاء واحباب نے اجتماع میں بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اجتماع کے انتظامات کی ذمہ داری جنوبی پنجاب کے رفقاء نے بہت عمدہ طریقے سے ادا کی۔ اجتماع کا پنڈال قرآنی آیات اور علامہ اقبال کے اشعار سے مزین کیا گیا تھا۔ اس مرتبہ سٹیج کے دونوں طرف بڑی سکرین پروجیکٹر آویزاں تھے جن کی مدد سے مقررین کو دور سے دیکھا جاسکتا تھا۔ تنظیم کے مختلف حلقہ جات کے لیے علیحدہ علیحدہ رہائش گاہیں بنائی گئی تھیں۔ مکتبہ خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے اسٹالز اجتماع گاہ کے اندر بنائے گئے تھے جبکہ باقی اسٹالز کا انتظام اجتماع گاہ سے باہر کیا گیا تھا۔ دوران پروگرام تمام اسٹالز بند ہوتے تھے۔ مقررین نے بہت عمدہ طریقے سے خطابات کرکے اپنے اپنے موضوعات کا حق ادا کیا۔ جمعہ کی صبح تنظیم کے قافلے آنا شروع ہوگئے تھے۔ پنڈال میں نماز جمعہ ادا کی گئی۔ نائب ناظم اعلیٰ برائے جنوبی پاکستان محترم انجینئر سید نعمان اختر نے خطاب جمعہ ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری نائب امیر محترم اعجاز لطیف نے ادا کی۔

جمعہ 19 نومبر 2021ء

افتتاحی کلمات......شجاع الدین شیخ (امیر تنظیم اسلامی)

اجتماع کا باقاعدہ آغاز نماز عصر کے بعد ہوا۔ امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ نے اپنے افتتاحی کلمات میں فرمایا کہ سب سے پہلے ہم نے اللہ کا شکر ادا کرنا ہے کہ جس کی توفیق سے ہم اس اجتماع کا آغاز کررہے ہیں۔ اس کے بعد میں آپ تمام رفقاء واحباب کو اس اجتماع میں خوش آمدید کہتا ہوں اور شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہمیں اجتماع کے منتظمین اور بہاولپور کی انتظامیہ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے جن کے تعاون سے ہم یہ اجتماع منعقد کررہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ سالانہ اجتماع میں اپنی فکر کو تازہ کرنے اور تربیت کا موقع میسر آتا ہے۔ رفقاء سے ملاقات، تعارف بلکہ ان کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ سمع وطاعت کا مظاہرہ کرنے کا موقع میسر آتا ہے۔ خطبات کے ذریعے حقوق اللہ، حقوق العباد، عبادات، دعوت دین، اخلاق، فتنے سے بچاؤ، اقامت دین، فکر اقبال اور تنظیم کے ہدف جیسے موضوعات کی تذکیر یعنی یاددہانی ہوتی ہے۔ اجتماع کے مقررین سے میری خواہش ہے کہ اپنے خطاب میں ایک نکتہ ضرور ہائی لائٹ کریں جس کو رفقاء نوٹ کریں اور اپنے عمل کو بہتر بناسکیں۔

ہدایات......محمد ناصر بھٹی

ناظم سالانہ اجتماع محمد ناصر بھٹی نے رفقاء کو ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ آپ سب کو ہدایات والا کتابچہ مل چکا ہوگا اس کا مطالعہ ضرور کیجیے گا۔ اجتماع کے دوران اپنے تمام معاملات کے لیے احکام باری تعالیٰ اور سنت رسول ﷺ کو پیش نظر رکھیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ سلام کو عام کریں۔ دوران پروگرام اپنا موبائل فون بند رکھیں۔ اجتماع کے تمام پروگراموں میں پوری توجہ کے ساتھ شریک ہوں۔

رفیق تنظیم اور قرآن حکیم......ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی

حلقہ پنجاب جنوبی کے امیر ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہماری تنظیم کی دعوت کی جڑ اور بنیاد قرآن حکیم ہے۔ قرآن الھدیٰ (ہدایت کاملہ)، سب سے بڑی نعمت، جبل اللہ (اللہ کی رسی) اور فیصلہ کن کلام ہے۔ آخرت میں ہماری نجات شعوری ایمان پر منحصر ہے جو ہمیں قرآن سے ملے گا۔ موجودہ دور میں بہت سی شخصیات قرآن پڑھ کر مسلمان ہوئیں۔ قرآن کی دعوت میں تین بنیادی چیزیں ہیں: (1) اللہ کی بندگی محبت کے جذبے کے ساتھ کرنا۔ (2) دعوت اور اقامت دین کی جدوجہد کرنا۔ (3) حقیقی کامیابی آخرت کی ہے، دنیا کی کامیابی عارضی ہے۔ قرآن نے صحابہ کرامؓ کا فکر، سوچ، انداز، سیرت کردار، جلوت خلوت، دن رات ہر شے بدل کر رکھ دی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن کو پڑھیں، سمجھیں اور اس کو دوسروں تک پہنچائیں۔ ہمیں ہر کام قرآنی احکامات کے مطابق کرنا چاہیے۔ ہمیں قرآن کے ذریعے کچھ اقدار اپنانا ہوں گی: (1) اپنا انقلابی فکر دل میں مستحضر رکھنا۔ نفسانی خواہشات اور مال کی محبت کو عبادات بالخصوص نماز کے ذریعے ختم کرنا۔ (2) نظم وضبط کی عادت پیدا کرنا یعنی سمع وطاعت کا جذبہ پیدا ہو۔ (3) جہاد، محنت، کوشش، اپنی صلاحیتیں لگانا۔ (4) شہادت کی آرزو کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ خواہش تھی۔ (5) دین کا کام استقامت، مستقل مزاجی اور یقین کے ساتھ کرنا۔ (6) رحماء بینھم کا جذبہ، آپس میں محبت، شفقت، اخوت، خیر خواہی کے جذبات پیدا کرنا۔ اسی طرح کچھ چیزوں سے بچنا ہے: (1) نیت میں کھوٹ نہ ہو، اللہ کی رضا اور اخروی نجات کی نیت ہونی چاہیے۔ (2) نام ونمود اور شہرت سے بچنا ہے کیونکہ ریاکاری انسان کے عمل کو ضائع کردیتی ہے۔ (3) خود پسندی کی کیفیت نہ ہو بلکہ عاجزی ہو۔ (4) ضعف ارادہ نہ ہو۔

مطالعہ حدیث......حافظ ندیم مجید

نماز مغرب کے بعد ''مفلس کون'' کے موضوع پر حلقہ پوٹھوہار کے امیر حافظ ندیم مجید نے حقوق العباد کے متعلق حدیث کا مطالعہ کروایا۔ انہوں نے کہا کہ اس حدیث میں حضور ﷺ نے حقوق العباد کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ ایسا بندہ جو حقوق اللہ پر تو عمل پیرا ہے لیکن حقوق العباد کے معاملے میں ناکام ہوگیا وہ قابل افسوس ہے۔ آج لوگوں کی اکثریت بشمول مذہبی لوگ وجماعتیں اپنے حقوق کے حصول کے لیے کوشاں ہیں لیکن فرائض کو ادا کرنے سے غافل ہیں۔ ہمیں اپنے فرائض کو ادا کرنے کی طرف زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

انفرادی نصب العین اور اجتماعی ہدف......عمیر نواز

مقامی امیر النور کالونی، حلقہ اسلام آباد عمیر نواز نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن فرد سے انفرادی حیثیت سے مخاطب ہوتا ہے۔ ہمارا نصب العین اللہ کی رضا کا حصول

ہے تا کہ اللہ ہم سے خوش ہوجائے۔اصل کامیابی دنیا کی نہیں بلکہ آخرت کی ہے۔قرآن کی تعلیم میں اخروی اعتبار سے انفرادیت ہے جبکہ دنیوی اعتبار سے اجتماعیت ہے۔ ہماری جدوجہد کا مقصد اللہ سے محبت کا حصول ہونا، یعنی اللہ کی محبت کو ہم نے نگاہوں کے سامنے رکھنا ہے۔تقویٰ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اللہ کی محبت نہ مجھ سے چھن جائے ،اللہ مجھ سے ناراض نہ ہوجائے۔قرآن کے مطابق اہل ایمان اللہ سے شدید ترین محبت کرتے ہیں۔اللہ کی محبت کو حاصل کرنے کا طریقہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنا، آپ ﷺ کی ہر سنت کو اپنے اعمال میں شامل کرنا ہے۔آپ ﷺ کی مستقل سنت دعوت دین کی سنت ہے یعنی 23 سال کی محنت شاقہ والی جدوجہد۔ یہ آپ ﷺ کی سب سے بڑی سنت ہے۔ہمارا انفرادی نصب العین اجتماعی ہدف سے جڑا ہوا ہے، یعنی اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا۔ سچے اللہ والوں کی پہچان یہ ہے کہ جو اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے میدان میں آتے ہیں۔آج ایسے افراد کی ضرورت ہے جو (ھم رھبان باللیل وفرسان بالنھار) کے اصول پر کاربند ہوکر اجتماعی ہدف کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

قافلہ تنظیم-منزل بہ منزل......ڈاکومنٹری

اس دفعہ سالانہ اجتماع میں تنظیم اسلامی کی جدوجہد کے حوالے سے ایک ڈاکومنٹری پیش کی گئی جس کو کراچی کے رفقاء نے تیار کیا تھا۔ڈاکومنٹری میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی پوری زندگی کی جدوجہد کو سلائیڈ پروجیکٹر پر دکھایا گیا۔آپ کا زمانہ طالب علمی، جماعت اسلامی میں شمولیت، اختلاف کی بنیاد پر جماعت سے علیحدگی، انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کا قیام، تنظیم کے اجتماعات، جانشین کے لیے مشاورتی اجلاس، حافظ عاکف سعید صاحب کا پہلے بطور نائب امیر تقرر، آپ کی امارت، آپ کا تعارف، آپ کی امارت کا دور۔ پچھلے سال نئے امیر شجاع الدین شیخ کا تقرر اور ان کا تعارف وغیرہ یہ ساری چیزیں اس ڈاکومنٹری میں دکھائی گئیں۔

مطالعہ حدیث......سجاد سرور

نماز عشاء کے بعد ناظم حلقہ بہاولنگر سجاد سرور نے ’’جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت‘‘ کے موضوع پر درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ ایمان حقیقی کے دو جزو ہیں: (1) دل میں یقین۔(2) عمل میں جہاد۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث کی روشنی میں افضل جہاد نفس کے خلاف جدوجہد کرنا ہے۔اعلیٰ ترین جہاد اللہ کی زمین پر اللہ کے کلمے کو سربلند کرنے کے لیے اپنا جان ومال اور وقت قربان کرنا ہے۔ہمیں انفرادی طور پر اللہ کا بندہ بننا ہے اور اقامت دین کے لیے اجتماعی جدوجہد کرنی ہے۔

ہفتہ 20 نومبر 2021ء

درس قرآن مجید......پروفیسر فضل باسط

دوسرے دن نماز فجر کے بعد حلقہ خیبر پختونخوا کے ناظم تربیت پروفیسر فضل باسط نے سورۃ آل عمران کی آیت 133 کی روشنی میں ’’وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ‘‘ کے موضوع پر درس قرآن مجید دیا۔انہوں نے کہا کہ لفظ مغفرت سے مراد اسباب اعمال ہیں۔ صحابہ کرام ؓ اور تابعینؒ نے اس لفظ سے مراد اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ لیے ہیں۔ ہمارے پیش نظر پہلے اللہ کی مغفرت اور پھر جنت کا حصول ہونا چاہیے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس کا حصول مانگا کرو۔قرآن مجید میں یوم عرفہ، الفردوس، جنات النعیم، جنات عدن، جنۃ الخلد، جنۃ الماویٰ، دارالسلام، دارالمتقین، دارالقامہ، مقام صدق اور المقام الامین کے ناموں سے جنت کا ذکر کیا گیا ہے۔قرآن وحدیث میں جنت کی بے شمار نعمتوں کا تذکرہ ہے۔جنت کے دروازے سوموار اور جمعرات کو کھول دیے جاتے ہیں۔ جنت کے محلات کی اینٹیں سونے چاندی اور مٹی مشک کی ہوگی۔ جنت میں ایک بازار ایسا ہے جس میں جنتی جمعہ کو آئیں گے۔ جنت میں حوض کوثر ہوگا جس میں نبی اکرم ﷺ لوگوں کو پانی پلائیں گے۔اللہ تعالیٰ جنتیوں کو اپنی رضامندی سے نوازے گا۔جنتیوں کا سب سے بڑا انعام اللہ کا دیدار ہوگا۔جنت میں امت محمدیہ ﷺ کی کثرت ہوگی۔انسان کی فطرت میں مسابقت کا جذبہ موجود ہے۔ہمیں جنت کے حصول میں مسابقت کرنی چاہیے۔ہم نے قیام الیل سے اپنے نفس کی اصلاح کرنی ہے اور قم فانذر کے ذریعے میدان میں آنا ہے۔یعنی انفرادی اور اجتماعی جدوجہد کرنی ہے۔

ہماری دینی ذمہ داریاں......ڈاکٹر ضمیر اختر خان

ناشتے کے بعد حلقہ اسلام آباد کے امیر ڈاکٹر ضمیر اختر خان نے خطاب کیا۔انہوں نے کہا کہ ہم سب اپنی دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے تنظیم میں شامل ہوئے ہیں۔لیکن اکثر ان کو بھول جاتے ہیں ان کی یاددہانی بہت ضروری ہے۔ہماری ذمہ داریوں میں حقیقی ایمان کا حصول، عبادت رب، شہادت علی الناس اور اقامت دین کی جدوجہد شامل ہیں۔ ہم سب کو قانونی وموروثی ایمان حاصل ہے جو اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔حقیقی ایمان کو حاصل کرنے کے لیے دل میں یقین اور عمل میں جہاد کرنا ہے۔ حقیقی ایمان کے حصول کے ذرائع میں اپنا جائزہ لینا، قرآن کی تلاوت، صالحین کی صحبت، نماز قائم کرنا اور انفاق فی سبیل اللہ شامل ہیں۔ہمیں اپنے آپ کو پورا مسلمان بنانا ہے اور نبی اکرم ﷺ کے اسوہ کی پیروی محبت کے جذبے کے ساتھ کرنی ہے۔ان ذمہ داریوں کے ساتھ تین لوازم ہیں یعنی جہاد فی سبیل اللہ، التزام جماعت اور بیعت۔اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ہم نے ان ذمہ داریوں کو پورے لوازم کے ساتھ ادا کرنا ہے۔

اقبال کا مردمومن......ڈاکٹر حافظ محمد مقصود

حلقہ خیبر پختونخوا کی مقامی تنظیم مردان کے امیر ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے خطاب کرتے ہوئے علامہ اقبال کے فارسی کلام کی روشنی میں فرمایا کہ علامہ اقبال ایک بہت بڑا مقصد پیش نظر رکھنے والے شاعر تھے،ان کے کلام میں قرآن وحدیث کی ترجمانی تھی۔اقبال خود فرماتے ہیں کہ میرا کلام اسلاف امت سے ماخوذ ہے۔ اقبال کائنات کو مادی دنیا اور روحانی دنیا میں تقسیم کرتے ہیں اور جو روحانی دنیا والا انسان ہے اس کو وہ مردمومن سمجھتے ہیں۔اقبال کے نزدیک انسان اگر قلب کے نور سے محروم کردیا گیا تو وہ مردمومن نہیں بن سکتا۔اقبال انسان کو روحانی دنیا کی سیر کرانا چاہتے ہیں کیونکہ روحانی دنیا کا انسان فرشتوں سے بھی آگے چلا جاتا ہے۔قرآن روحانی دنیا کی بات کرتا ہے کہ مردمومن انسانی عظمت کا نقیب، خلیفۃ اللہ اور مسجود ملائک ہے۔مردمومن قناعت کرنے والا، فقر، دنیا سے بے نیاز، اپنی خودی کے ذریعے اللہ کی معرفت رکھنے والا ہوتا ہے۔مردمومن توکل اور اعتماد والا ہوتا ہے۔تسخیر کائنات کا اصل محقق مردمومن ہوتا ہے یعنی اس کائنات میں تحقیق کرو اور اللہ تک پہنچ جاؤ۔مردمومن ہی اصل انقلابی ہوتا ہے جس کے اندر دل میں یقین اور عمل میں جہاد ہوتا ہے۔

امیر محترم شجاع الدین شیخ سے سوال وجواب کا سیشن

امیر تنظیم سے سوالات کا سیشن تقریباً دو گھنٹے کا تھا، درمیان میں چائے اور باہمی تعارف کا وقفہ بھی رکھا گیا تھا۔رفقاء نے تنظیمی فکر، تصادم کے مرحلہ، طلبہ تنظیم کے حوالے سے سوالات کیے جن کے امیر محترم نے بہت احسن انداز میں جوابات دیے۔امیر محترم نے آخری مرحلے میں دھرنے کے بارے میں فرمایا کہ اس سے پہلے ہم نے کردار کی گواہی اور دعوت وتبلیغ کا فریضہ ادا کرنا ہے۔تصادم تو ہوگا لیکن مقابلے پر چونکہ مسلمان ہیں اس لیے ہم نے جان لینی نہیں بلکہ جان دینے کے جذبے کے ساتھ میدان میں آنا ہے۔موجودہ دور کے دھرنے کسی منکر کے خلاف نہیں ہوئے لیکن ہمارا دھرنا منکرات کے خلاف ہوگا۔ہمیں لفظ دھرنا کی بجائے تحریک کا لفظ استعمال کرنا چاہیے۔افغان طالبان کی طرف ہجرت اور ان کی بیعت کے حوالے سے فرمایا کہ افغان طالبان کو اللہ استقامت دے وہ ہمیں یہی مشورہ دیتے ہیں کہ پاکستان میں ہی دعوت دین کا کام کریں اور وہاں اسلامی نظام قائم کرنے کی جدوجہد

کریں۔ ابھی افغان طالبان کے خلاف مغرب سرگرم ہے اور وہ اپنی جدوجہد کر رہے ہیں۔ ہمارے لیے اصل میدان پاکستان ہے ہمارا بڑا فرض بنتا ہے کہ ہم پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے کی کوشش کریں۔ تنظیم اور فرقہ میں کیا فرق ہے؟ امیر محترم نے فرمایا کہ ہمارے ہاں بہت سارے مکاتب فکر اور مسالک ہیں لیکن امت میں صرف دو فرقے ہیں۔ اہل سنت اور اہل تشیع۔ قرآن وسنت اور صحابہ کرامؓ کی سنت ہمارے لیے حجت ہے۔ ہم الجماعۃ نہیں ہمارے لیے اسلاف سے جڑے رہنے میں ہی عافیت ہے۔ طلبہ کی تنظیم کے حوالے سے فرمایا کہ تنظیم اسلامی کی طلبہ کی تنظیم شروع میں بنائی گئی تھی لیکن بعد میں ختم کر دی گئی۔ یقیناً طلبہ کی تنظیم بنانی چاہیے لیکن رفقاء اپنے حلقہ احباب میں دعوت کا کام کریں۔ اگر طلبہ ہیں تو اپنے اداروں میں اپنے اکابرین کا پروگرام رکھ سکتے ہیں۔ جہاں ہم رہ رہے ہیں وہاں ہم نے دعوت کا کام اور معاشرے کو تبدیل کرنے کے لیے ماحول بنانا ہوگا۔

رحماء بینھم......ڈاکٹر محمد الیاس

ناظم تربیت حلقہ کراچی جنوبی ڈاکٹر محمد الیاس نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج دنیوی اور مادی ضروریات کی زیادہ اہمیت ہو چکی ہے، دنیا میں مادر پدر آزادی کا تصور پھیل رہا ہے اور آپس کے تعلقات کو بوجھ سمجھا جا رہا ہے۔ صرف مال ودولت اور عہدے کی بنیاد پر تعلقات بنائے جاتے ہیں۔ رحماء، رحیم کی جمع ہے جس کا مطلب ہے: مسلسل رحم کرنے والا۔ اللہ رحمان الدنیا اور الرحیم الآخرہ ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ اس کی صفات بندوں میں بھی نظر آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے القابات میں ایک رحیم ہے۔ آپ ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ توحید کا نظریہ انسانوں کو آپس میں جوڑتا ہے۔ قرآن میں رحماء بینھم کے الفاظ کے ساتھ ہی اشداء علی الکفار کے الفاظ بھی ہیں جن کا مطلب ہے کہ مومنین کفار کے لیے سخت ہیں یعنی وہ ان کے ہاتھوں بکنے والے نہیں ہیں۔ تنظیم اسلامی حزب اللہ ہے۔ اس کے رفقاء میں رحماء بینھم کا جذبہ زیادہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ جتنی اللہ سے محبت ہوگی اتنی اللہ والوں سے محبت ہوگی اور اللہ کے دشمنوں سے نفرت ہوگی۔ نفسیاتی صحت، بندگی کے تقاضے پورے کرنے اور کسی کی اچھی تربیت کرنے کے لیے اچھے تعلقات بہت ضروری ہیں۔ ہم ایک دوسرے کا ساتھ دیں، وقت دیں، دوسروں کے مسائل حل کریں، ہم خوش مزاج ہوں، ایک دوسرے کو عزت دیں، سلام میں پہل کریں، دوسروں سے گرمجوشی سے ملیں۔

مطالعہ حدیث......فدا احمد/احمد صادق سومرو

نماز ظہر کے بعد نقیب اسرہ، کوئٹہ فدا احمد نے ''نیکی اور عبادت کر کے ڈرنے والے بندے'' کے موضوع پر درس حدیث دیا۔ انہوں نے کہا کہ ایمان کے لیولز (منازل) ہیں۔ ایک منزل یہ ہے کہ انسان اپنا تزکیہ کرتا ہے، یعنی اپنے ظاہر وباطن کی پاکی کی فکر میں لگا رہے۔ اس سے اوپر کی منزل یہ ہے کہ اپنے ساتھ دوسروں کے ظاہر وباطن کی پاکی کی فکر میں لگ جائے۔ اس سے اوپر منزل یہ ہے کہ یہ تمام کام کرنے کے بعد بھی اس بات کا خوف اور دل ترساں ولرزاں رہے کہ پتا نہیں میرے یہ اعمال قبول ہوں گے یا نہیں ہوں گے۔ یہ ایمان کا اونچا مقام ہے جس کی یہاں ترغیب دلائی جا رہی ہے۔

اس کے بعد کھانے اور آرام کا وقفہ ہوا۔

نماز عصر کے بعد امیر حلقہ حیدرآباد احمد صادق سومرو نے ''موت اور آخرت کی تیاری کرنے والے دوراندیش ہیں'' کے موضوع پر درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ دوراندیش لوگ ہمیشہ ایمان کی تیاری کرتے ہیں۔ یعنی اپنی اصلاح کرتے رہتے ہیں اور جن کو لوگوں کی اصلاح کی فکر ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں بیوقوف لوگ ہیں جو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے تمنائیں لگائے ہوتے ہیں کہ ہم تو بخشے بخشائے ہیں۔

انفرادی دعوت کے عملی تجربات......علی جنید میر، دانش ولی

حلقہ گوجرانوالہ کے امیر علی جنید میر نے دعوت کے عملی تجربات کے حوالے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دعوت کے لیے ہمیں چار باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے: (1) دنیا سے دل کا اٹھ جانا اور موت کے بعد ہمیشگی والی زندگی کی تیاری کرنا۔ (2) دعوت میں دعا کا بہت اہم کردار ہے۔ میرے والد میرے لیے خیر کی توفیق کی دعا کرتے تھے۔ میرے استاد مختار فاروقی مرحوم نے مجھے دعا دی۔ اللہ تعالیٰ دعا سنتے ہیں اور پھر عطا کرتے ہیں۔ (3) دعوت اور استقامت دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ استقامت کا مطلب ہے کھڑا ہونا اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتے ہیں جو کھڑا ہوتا ہے۔ اگر ہمارا مقصود رب ہے تو استقامت ملتی ہے۔ (4) دعوت اور علم: دینی علم اور بنیادی عقائد کا علم حاصل کرنا واجب ہے۔ پھر جس تحریک کے ساتھ وابستہ ہیں اس کے فکر کا علم بھی بہت ضروری ہے۔ جیسے جیسے میرے دینی علم میں اضافہ ہوا میری احیائی جدوجہد میں تیزی آئی۔

امیر مقامی تنظیم گلشن جوہر، حلقہ کراچی وسطی دانش ولی نے دعوت کے تجربات بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے آفس کے پاس حلقہ قرآنی قائم کیا۔ کچھ لوگوں کو فہم دین کورس کروایا۔ ساہیوال میں فہم دین کے ساتھ تنظیمی لٹریچر کا مطالعہ کروایا وہاں بہت سے لوگ بانی محترم کو جانتے تھے لیکن تنظیم سے واقف نہیں تھے ان کو تنظیم کی دعوت دی۔ اس کے علاوہ رمضان میں دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام میں انفرادی دعوت کا کام کیا اور کافی لوگوں نے ساتھ دیا۔ ہمیں اپنی دعوت کے کام کو پھیلانا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک دعوت پہنچے۔

سورۃ العصر: منہج حیات......شفیع محمد لاکھو

نماز عصر سے پہلے امیر حلقہ حیدرآباد شفیع محمد لاکھو نے اپنے خطاب کو سلائیڈ سکرین پر پوائنٹ کے ذریعے واضح کیا۔ انہوں نے کہا کہ سورۃ العصر کی اہمیت کے بارے میں امام شافعیؒ کا قول ہے کہ اگر قرآن حکیم میں سوائے اس سورۂ مبارکہ کے اور کچھ بھی نازل نہ ہوتا تو صرف یہ سورت ہی لوگوں کی ہدایت کے لیے کافی ہوتی۔ اس سورت میں چار چیزیں بیان کی گئی ہیں: ایمان، عمل صالح، دین حق کو قائم کرنے مومنوں کو تیار کرنا اور مشکل حالات میں ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ ہماری زندگی کے یہ چار پرچے ہیں جن کا امتحان چل رہا ہے لیکن ان میں سے کسی میں بھی چھوٹ نہیں ہے۔ ان چاروں پرچوں میں ہم پاس ہوں گے تب ہمیں جنت ملے گی۔ ان چار پرچوں کا سلیبس قرآن ہے جو الھدیٰ ہے۔ قرآن کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے سے ایمان کی بیٹری چارج ہوگی جس سے خودبخود عمل صالح کا جذبہ پیدا ہوگا۔ یہ جذبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا تیسرا پرچہ حل کرائے گا۔ جو لوگ نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ دنیوی عذاب سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ ان پرچوں میں فیل ہو گئے ان کے لیے آخرت میں جہنم کا عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عذاب سے بچائے۔ آمین!

مطالعہ حدیث......قمر عباسی

مغرب کی نماز کے بعد امیر مقامی تنظیم بیروٹ، حلقہ اسلام آباد قمر عباسی نے ''نماز کی اہمیت'' کے موضوع پر درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ نماز ایمان کی نشانی ہے۔ نماز چھوڑنا ایک باغیانہ روش ہے۔ ایسا شخص رحمت خداوندی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نماز کے علاوہ کسی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔ ہماری کوئی نماز تکبیر اولیٰ کے بغیر نہ ہو اور یہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کا تقاضا بھی ہے کیونکہ آپ ﷺ نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک سمجھتے تھے۔

عالمی وقومی منظر نامہ............زمانہ گواہ ہے

شعبہ نشر واشاعت کا تجزیاتی پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' ہر ہفتے یوٹیوب پر اپ لوڈ کیا جاتا ہے۔ اس مرتبہ سالانہ اجتماع میں یہ پروگرام براہ راست ریکارڈ کیا گیا۔ اس کے شرکاء میں ایوب بیگ مرزا (مرکزی ناظم شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)، رضاء الحق (ریسرچ سکالر تنظیم اسلامی)، عظمت ممتاز ثاقب (سینئر رفیق تنظیم اسلامی حلقہ اسلام آباد)، وسیم احمد (میزبان)۔ یہ مکمل پروگرام تحریری شکل میں ندائے خلافت کے پچھلے شمارہ (44) میں شائع ہو چکا ہے۔

ویڈیو پروگرام......بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس کے بعد بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا سالانہ اجتماع 1993ء کا اختتامی خطاب بذریعہ ویڈیو دکھایا گیا۔ اس خطاب میں بانی محترم نے حدیث نبویؐ کی روشنی میں اپنی پوری زندگی کا خلاصہ لوگوں کے سامنے رکھا۔

مطالعہ حدیث..........نبی محسن

عشاء کی نماز کے بعد حلقہ مالاکنڈ کے ملتزم رفیق نبی محسن نے ''علم دین او قرآنی حلقوں کی فضیلت'' کے موضوع پر درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ علم دین سے انسان معرفت الٰہی حاصل کرتا ہے۔ قرآن پُرتاثیر کتاب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا اسلام دشمن شخص جب قرآن سنتا ہے تو فوری ایمان لانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب جنات نے قرآن سنا تو وہ نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ اپنے علاقے میں جا کر قرآن کے داعی بن گئے۔ ہمیں علم دین حاصل کر کے اقامت دین کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیے کہ ہماری وجہ سے کتنے لوگ مسلمان ہوئے۔

اتوار 21 نومبر 2021ء

درس قرآن مجید..........سلیم اختر

فجر کی نماز کے بعد ناظم دعوت حلقہ پنجاب جنوبی سلیم اختر نے ''سورۃ ابراہیم کے آخری رکوع'' پر درس قرآن دیا۔ انہوں نے کہا کہ سورۃ ابراہیم مکی دور میں نازل ہوئی جب مسلمانوں پر ظلم و تشدد ہو رہا تھا یعنی اس دور میں مسلمانوں کے ایمان کا شدید امتحان لیا گیا۔ مشرکین نے نبی اکرم ﷺ پر شعب ابی طالب میں معاشی مقاطعہ کر رکھا تھا اور مسلمانوں کے خلاف ہر حربہ استعمال کر رہے تھے اس دور میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ یہ آیات مشرکین کے لیے اللہ کی بہت بڑی دھمکی تھیں۔ جو لوگ دین کے لیے محنت کرتے ہیں ان پر جب ظلم ہوتا ہے تو اللہ اس کو جانتا ہے۔ ہم اگر اقامت دین کی جدوجہد کر رہے ہیں تو ہم اللہ کی نگاہوں میں ہیں۔ لیکن شیطان ہمیں اپنے رب کا انکار کرواتا ہے۔ قرآن کی پہلی تبلیغ خبردار کرنا ہے۔ ٹھیٹھ اسلامی تحریک کا نعرہ ہوتا ہے: انذار آخرت اور رب کو بڑا کرو۔ ہمیں زوال نہیں ہے کا نعرہ ہر دور کے مشرکین لگاتے ہیں۔ آج بھی مغربی تہذیب والے یہی کہتے ہیں کہ ہماری مادر پدر آزادی والی تہذیب کو کوئی زوال نہیں۔ حالانکہ اللہ نے ان سے بھی بڑی بڑی تہذیبوں کو تباہ و برباد کیا ہے۔ افغانستان میں اللہ کے دشمنوں نے مومنوں کے خلاف چال چلی لیکن اللہ نے ان کی چال ان کے منہ پر دے ماری۔ اللہ کی دعوت وہ لوگ سمجھتے ہیں جو اس کے لیے اپنا تن من دھن لگانے والے ہیں۔ درس قرآن کے بعد ناشتے کا وقفہ ہوا۔

سیکولرازم کی تباہ کاریاں اور بچاؤ..........ڈاکٹر عبدالسمیع

امیر تنظیم کے خصوصی مشیر ڈاکٹر عبدالسمیع نے اپنے خطاب میں سیکولرازم کی تباہ کاریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا اصل کام اللہ کی بندگی اور غلامی ہے اور اس کو راضی کرنا ہے۔ ہمارے لیے قرآن اصل میں سمت ہے اور منزل آخرت ہے۔ شیطان ہمیں اس سے ڈراتا ہے کہ کہیں ہم آخرت میں کامیاب نہ ہو جائیں۔ سیکولر تصورات کے ذریعے غیر محسوس طریقے سے اسلام اپنی اصل روح کے ساتھ ہمارے دلوں سے نکل گیا۔ ہم میں جو شخص بھی سکول کالج گیا وہ مانے یا نہ مانے وہ سیکولر ہے۔ کیونکہ اس سے ہماری سوچ بدلی۔ آج ہم قرآن وحدیث کی بات کو اتنا حقیقی نہیں مانتے جس طرح سائنسی تصورات کو مانتے ہیں۔ گزشتہ پچاس سالوں سے قرآن وحدیث پر بڑی زد پڑی ہے۔ پچھلے پانچ سال سے ہم نے اقبال کو اپنے نصاب سے نکال دیا۔ قیامت میں نیک اعمال کی مقدار شمار نہیں ہوگی بلکہ ان کا وزن شمار ہوگا کہ ان میں اللہ پر کتنا توکل تھا لیکن انسان کا سیکولر ذہن یہ سوچتا ہے کہ میرے اعمال تولے جائیں گے اگر وہ پچاس فیصد ہو گئے تو میں کامیاب ہو گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے حساب کا ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ ہم عبادات، رسومات اور دین کا کام کریں تو مقصد اللہ کو راضی کرنا ہو۔ ہمیں آخرت پر یقین اس طرح ہونا چاہیے کہ اپنا فرض سمجھ کر اولاد کو دعوت دیں۔ اگر ہمارا ذہن اس طرح بن جائے کہ ہم نے آخرت میں اللہ تعالیٰ کو نبی اکرم ﷺ کے ایک امتی کی حیثیت سے راضی کرنا ہے تو سیکولرازم کے سارے خدشات سے بچاؤ ہو جائے گا۔

احیائی مساعی اور تنظیم اسلامی کا محل ومقام......خورشید انجم

نبی اکرم ﷺ پر ختم نبوت کا تاج رکھا گیا جو اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ پر بہت بڑا فضل ہوا۔ پھر قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اللہ تعالیٰ نے خود لے لی۔ ختم نبوت کے کام کی ذمہ داری اب امت کے کندھوں پر ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجددین کا سلسلہ شروع کیا۔ پہلے ہزار سال میں مجددین عالم عرب میں برپا ہوتے رہے۔ لیکن دوسرے ہزار سال میں اسلام کی علمی وراثت ہندو پاک میں منتقل ہوگئی۔ چنانچہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی شخصیت سامنے آئی جنہوں نے دین اکبری کے فتنے کا قلع قمع کیا۔ بارہویں صدی میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے امت کا رشتہ قرآن سے جوڑا اور تحریک رجوع الی القرآن کی بنیاد رکھی۔ پھر ان کے بیٹوں نے قرآن مجید کے تراجم کر کے اس مساعی میں حصہ ڈالا۔ پھر تیرہویں صدی میں سید احمد شہید بریلویؒ کی تحریک جس نے خالص نبویؐ منہاج پر جہاد کیا اور دور صحابہؓ کا عکس پیش کیا۔ پھر چودہویں صدی میں شیخ الہند اور ان کے تلامذہ ہیں جنہوں نے تحریک ریشمی رومال شروع کیا۔ پھر علامہ اقبال، مولانا الیاس، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی جیسی شخصیات نے اس مساعی میں اپنا حصہ ڈالا۔ اس کے بعد بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے دروس قرآن، عربی زبان کی ترویج اور دورۂ ترجمہ قرآن کے ذریعے جدوجہد شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا جو اب تنظیم اسلامی کی شناخت بن چکا ہے۔ ڈاکٹر صاحب فرائض دینی، اقامت دین اور بیعت کے تصور کو لے کر آگے بڑھے۔ ان چار سو سالہ احیائی مساعی کی کوششوں کا نتیجہ دین کے عالمی غلبے کی صورت میں نکلے گا۔ کیونکہ احادیث میں اس کی پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ چار سو سولہ علمی وراثت کا بار گراں اب تنظیم اسلامی کے کندھوں پر ہے۔ ہم نے اس کو آگے لے کر چلنا ہے۔ ہمیں اپنے مرتبہ کو پہچاننے اور انفرادی دعوت کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔

فتنۂ دجال اور درپیش چیلنجز..................آصف حمید

انچارج شعبہ سمع وبصر وسوشل میڈیا آصف حمید نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ معرکہ خیر وشر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک چل رہا ہے اور اب اس کا سب سے بڑا میدان سجنے والا ہے۔ حدیث کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں ہوگا۔ دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا جس کے بعد دنیا تین حصوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک گروہ دجال کی مدد کرے گا، دوسرا دجالی نظام کے آگے سر تسلیم خم کرے گا اور تیسرا اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اس وقت گلوبل دنیا اور ٹیکنالوجی کی صورت میں ہم دجالی نظام کا ظہور دیکھ رہے ہیں۔ آج گھروں کی پرائیویسی باہر جا رہی ہے اور باہر کا گند بے حیائی کی صورت میں گھروں کے اندر آ رہا ہے۔ سب سے خطرناک جادو یہودی کرتے ہیں۔ آج شیطانی علوم، کالا علم اور جادو پر یہودیوں کا کنٹرول ہے۔ معاشی نظام میں سود اور معاشرتی نظام میں بے حیائی کو فروغ دے کر اب اس نے ہر شخص کو فرداً فرداً کنٹرول کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ جس کا نتیجہ سمارٹ فون آج ہر ایک کی جیب میں ہے جس کی استعداد میں ہوشربا اضافہ ہو رہا ہے۔ اس فون کے ذریعے ہماری ذہنی وجسمانی معلومات ان تک پہنچ رہی ہیں۔ ہمیں پتا ہی نہیں کہ ہماری شخصیت کا خاکہ دنیا میں کسی جگہ محفوظ ہو رہا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس ٹیکنالوجی کا استعمال احتیاط سے کریں صرف اور صرف دین کی اشاعت کے لیے اس کو استعمال میں لائیں۔ بدنظری سے بچنے کی پوری کوشش

کریں اور اللہ کے ذکر میں اضافہ کریں کیونکہ ذکرِ الٰہی زیادہ کرنے سے شیطان قریب نہیں آتا۔ ایمان اتنا مضبوط کریں کہ دجال کا مقابلہ کر سکیں۔ دجالی فتنے سے بچنے کے لیے ایسی اجتماعیت سے جڑ جائیں جس کا مرکز ومحور قرآن ہو۔

میرا گھر میری ذمہ داری..........سید نعمان اختر

نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان انجینئر سید نعمان اختر نے اپنے خطاب میں کہا کہ اسلام میں نکاح کے ذریعے گھرانہ وجود میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر وبیوی کے تعلقات کو اپنی نشانی قرار دیا کہ وہ ایک دوسرے سے سکون حاصل کرتے ہیں۔ یہ پوری زندگی کا ساتھ ہوتا ہے۔ گھر والوں کی تربیت اللہ کا حکم ہے۔ روزِ قیامت ہم مسئول ہوں گے۔ گھر والوں کی تربیت کا فریضہ ایک دینی فریضہ ہے۔ آج ہر کوئی حقوق کا رونا روتا ہے لیکن ہمیں اپنے فرائض کی فکر کرنی چاہیے۔ اگر گھر کے تمام افراد اپنے فرائض ادا کریں گے تو وہ گھر سکون والا ہوگا۔ زیادہ تر لوگ بچوں کی دنیا بنانے کی فکر میں ہوتے ہیں حالانکہ اصل اور بڑا خسارہ آخرت کا ہے۔ ہمیں اس کی فکر کرنی چاہیے۔ اگر ہم دنیا کے مال ومتاع کے پیچھے لگ جائیں گے تو آخرت میں خسارہ حاصل کریں گے۔ ہماری منزل آخرت ہونی چاہیے۔ ہمیں اپنے بچوں میں تسلیم ورضا کی کیفیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے یعنی خوشی وغمی میں اللہ کو یاد رکھا اور اللہ کی رضا پر راضی رہنا۔ اصل غم آخرت کی ناکامی کا ہونا چاہیے۔ ہم اپنے بچوں کو علم ضرور دیں لیکن ایسا علم جس سے کردار سازی وجود میں آئے۔ ہمیں گھریلو اسرے پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ گھر والوں میں تنظیمی فکر راسخ ہو۔

تنظیم اسلامی: پیش رفت کا جائزہ..........عطاء الرحمن عارف

نائب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عطاء الرحمن عارف نے تنظیم اسلامی کی موجودہ پیش رفت کا جائزہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت کل رفقاء کی تعداد 7192 ہے جس میں 2395 ملتزم اور 4720 مبتدی رفقاء ہیں۔ 30 معتذر رفقاء ہیں یعنی جو اپنی کسی خاص مجبوری کی وجہ سے تنظیم کے پروگراموں میں شرکت نہ کر سکتے ہوں البتہ انفاق دیتے ہوں گے۔ توجہ طلب رفقاء 47 ہیں۔ کل حلقہ جات کی تعداد 20 ہے۔ 138 مقامی تنظیم ہیں۔ منظم اسرے 664 جبکہ 52 منفرد اسرہ جات ہیں۔ کل اسرہ جات کی تعداد 716 ہے۔ 579 حلقہ قرآنی قائم ہیں۔ 20 حلقوں میں مبتدی تربیتی کورس اور 12 مقامات پر ملتزم تربیتی کورس منعقد ہوتا ہے۔ مبتدی وملتزم نظریاتی ریفریشر کورسز (نصاب کا مطالعہ) تین، تین مقامات پر ہوتے ہیں۔ نقباء کے بنیادی کورس تین سے پانچ تک ہر سال ہوتے ہیں جبکہ امراء اور نقباء معاونین تربیتی اور مشاورتی اجتماع 20 کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ ابھی تک 18 ہو چکے ہیں۔ مدرسین بنیادی ریفریشر کورس اس سال چار منعقد ہوئے ہیں۔ مدرسین ریفریشر کورس اس سال تین ہوئے ہیں۔ فکری وعملی راہنمائی کورس اور منتخب نصاب نمبر 2 کا کورس تین، تین کی تعداد میں ہوئے ہیں۔ تنظیم اسلامی کے فاضلین (درسِ نظامی کے فارغ التحصیل) کا بھی ایک اجتماع ہوا ہے۔

بیعت مسنونہ

اس کے بعد بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ نئے شامل ہونے والے رفقاء نے امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس دوران پنڈال میں موجود تمام رفقاء نے بھی امیر محترم کے ساتھ بیعت کے الفاظ دہرائے۔

ناظمہ علیا حلقہ خواتین کا رفقائے تنظیم کے نام پیغام

صدر انجمن خدام القرآن ڈاکٹر عارف رشید نے اپنی والدہ یعنی اہلیہ محترمہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس میں انہوں نے تنظیم میں امارت کی تبدیلی کو خوش آئند قرار دیا اور نئے امیر شجاع الدین شیخ کے لیے نیک تمنائیں اور ان کو دلی دعائیں دیں۔ اور رفقاء کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

اختتامی خطاب......امیر محترم

امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے اپنے اختتامی خطاب میں سب سے پہلے اللہ کا شکر ادا کیا اور رفقاء کو ہدایت کی کہ دو رکعت شکرانے کے ادا کر کے جائیں اور گھر جا کر بیوی بچوں کا بھی شکریہ ادا کرنا۔ انہوں نے حلقہ پنجاب جنوبی اور سیکورٹی والے رفقاء کا بھی شکریہ ادا کیا جن کی انتھک محنتوں سے یہ اجتماع منعقد ہوا۔ امیر محترم نے اجتماع کے تمام مقررین کے خطبات کا ایک خاکہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اختتامی خطاب میں دشواری ہوتی ہے کیونکہ تمام مقررین نے تمام پہلوؤں کا احاطہ کر لیا ہے۔ البتہ دس باتیں آپ نے یاد رکھنی ہیں اور پانچ باتوں پر عمل کرنا ہے:

(1) ایمان، امام غزالیؒ کے بقول سب سے پہلے بندے اپنے وراثتی ایمان سے توبہ کرنی چاہیے۔ یعنی شعوری ایمان کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔

(2) قرآن کو یقین کے ساتھ سمجھ کر پڑھنا ہے کیونکہ یقین کے بغیر عمل نہیں آتا۔

(3) اپنے کردار کی گواہی دینی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا 40 سالہ کردار کی مثال ہمارے سامنے رہنے چاہیے۔

(4) اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے کیونکہ دین کی محنت کے لیے پاکیزہ افراد چاہئیں۔ اور اللہ کی مدد تقویٰ والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

(5) اولاد کی تربیت کرنی ہے۔ بانی محترم فرماتے تھے ایک شخص کی اصل شخصیت دیکھنی ہے تو اس کی اولاد کو دیکھو۔ اس نے اولاد کو کہاں رکھا ہوا ہے۔

(6) ہماری ترجیحات میں دین اول نمبر پر ہونا چاہیے۔ سورۃ التوبہ کی آیت 24 پیش نظر رہے۔

(7) ہمارا اصل غم آخرت کا غم ہونا چاہیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اگر آخرت کا غم بڑا ہوگا تو دنیا کے غم چھوٹے ہو جائیں گے۔

(8) موجودہ باطل نظام اور ظلم کے نظام کو دیکھ کر دل میں کڑن تو ہونی چاہیے۔ آپ کا دل اسے برداشت نہ کرے۔

(9) دین کا کام جتنا بس میں ہے وہ لازمی کرنا ہے۔

(10) شہادت علی الناس کا فریضہ ادا کرنا ہے کیونکہ اللہ نے ہمیں اس کام کے لیے چنا ہے۔

پانچ کام آپ نے کرنے ہیں:

(1) رفقاء کے مطلوبہ دس اوصاف کا مطالعہ کرنا ہے اور ان کو عمل میں لانا ہے۔

(2) سرکلر احسان اسلام کا تفصیلی مطالعہ کرنا ہے۔ اور اس کو عمل میں لانا ہے ذمہ داران اس پر توجہ دیں۔

(3) انفرادی دعوت کا کام کرنا ہے۔ الاقرب کی بنیاد پر میرے پہلے مخاطب گھر والے، پڑوسی، رشتہ دار ہیں، ان سے اس دعوت کا آغاز کرنا ہے۔

(4) نظم کی پابندی کرنی ہے۔ پورے شعور اور دلجمعی کے ساتھ تنظیمی اجتماعات میں شرکت کرنی ہے۔ اور انفاق بھی کرنا ہے۔

(5) بانی محترم کی تحریریں، سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل، قرآن اور جہاد، اور تنظیم اسلامی کی دعوت کا مطالعہ کرنا ہے۔

آخر میں امیر محترم نے بیماروں اور فوت شدگان کے لیے دعا کروائی اور پھر اجتماع کا اختتام ہوا۔

❀❀❀

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ ابی معاویہؓ

فرید اللہ مروت

حضرت زینب بنتِ ابی معاویہ رضی اللہ عنہا ایک جلیل القدر صحابیہؓ اور قرآن و فقہ کے عالم، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں۔ وہ خود بھی تفسیر و حدیث اور فقہ و فتاویٰ میں مہارت رکھتی تھیں۔ جزائرِ عرب کے ایک سرسبز و شاداب پہاڑی علاقے، طائف کے ایک نامور خاندان میں جنم لینے والی اِس خوش نصیب خاتون کو اللہ تعالیٰ نے عرب کے روایتی حُسن و دِل کشی کے علاوہ نہایت اعلیٰ سیرت و کردار سے بھی نوازا تھا۔ بچپن ہی سے اعلیٰ کردار کی حامل اور عفّت و عصمت کی پیکر تھیں۔ سخاوت و فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ میں بہت ممتاز مقام رکھتی تھیں۔ وفاداری و وفا شعاری میں اپنی مثال آپ تھیں۔ اسلام کی صداقت اور حضور ﷺ کی حقّانیت دِل پر منقّش تھی۔ رسول اللہ ﷺ اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی قربت و محبّت نے سیرت و کردار میں وہ انقلاب برپا کیا کہ ظاہری خُوب صورت، مال و متاع، جاہ و جلال اور حسب نسب ثانوی حیثیت اختیار کر گئے۔

حسب نسب

آپؓ کا نام زینب اور عرفیت رائطہ ہے۔ سلسلۂ نسب یوں ہے: حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ عبداللہ ابی معاویہ بن معاویہ بن عتاب بن اسعد بن غاضرہ بن حُطیط بن جُشم بن ثقیف۔ بنو ثقیف سے تعلق تھا، جو عرب کے نہایت طاقت وَر اور جنگ جُو قبائل میں سے ایک ہے۔ یہ قبیلہ مکّے سے 60 میل دُور، مشرق کی جانب سرسبز و شاداب علاقے، طائف میں آباد تھا۔ رسول اللہ ﷺ ہجرتِ مدینہ سے قبل شوال 10 نبوی میں جب یہاں تشریف لائے، تو قبیلہ ثقیف کے لوگوں نے آپ ﷺ کو شدید جسمانی اور ذہنی اذیّتیں دیں، اللہ نے پہاڑ کے فرشتے کو اُن کی تباہی کے لیے بھیجا، لیکن آپ ﷺ نے اُن لوگوں کو معاف کرتے ہوئے اُن کے حق میں دُعا فرمائی۔ فتحِ مکّہ کے بعد 9 ہجری میں قبیلہ ثقیف کے سردار، مالک بن عوف، آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور پھر پورا قبیلہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا۔ حجاج بن یوسف کا تعلق بھی اسی بنو ثقیف قبیلے سے تھا۔

شوہر کا انتخاب

سنِ بلوغت کو پہنچیں، تو قبیلے اور قبیلے سے باہر بہت سے سردار، رئیس اور دولت مند نوجوان اُن سے شادی کے خواہش مند تھے، لیکن اُنہوں نے دنیاوی دولت ٹھکرا کر ’’اصحابِ صفّہ‘‘ کے ایک فقیر منش صوفی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنا ہم سفر بنایا، جن کا جسم لاغر، قد قدرے پست، رنگ گہرا گندمی اور ٹانگیں اِتنی پتلی تھیں کہ اکثر لوگوں کی تفریحِ طبع کا باعث بنتیں۔ ایک موقع پر سفر کے دَوران مسواک توڑنے درخت پر چڑھے، تو نیچے کھڑے افراد کو اُن کی پتلی، سوکھی ٹانگیں نظر آئیں، بے اختیار ہنسنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ’’آج تم اِن کی پتلی ٹانگوں پر ہنستے ہو، کل روزِ قیامت یہ ٹانگیں میزانِ عدل میں اُحد پہاڑ سے بھی بھاری ہوں گی۔‘‘

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی اپنے شوہر کی تعریف

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ’’ آپ صاحبِ ثروت ہیں اور خُوب رو بھی۔ بے شمار دولت مند نوجوانوں کے رشتے ٹھکرا کر اصحابِ صفّہ میں سے ایک مفلس شخص کو اپنا شریکِ سفر کیوں چُنا؟‘‘ اِس پر اُنھوں نے جو جواب دیا، وہ آج کی مسلمان بچیوں کے لیے باعثِ تقلید ہے۔ فرمایا ’’ظاہری حُسن فانی ہے۔ مردانہ وجاہت تو زہد و تقویٰ، صدق و صفا، توکّل علی اللہ، حسنِ اخلاق، حق گوئی و بے باکی اور شجاعت و بے خوفی کا نام ہے۔ اصل چیز انسان کی اندرونی خُوب صُورتی ہے اور میرے شوہر اس سے مالا مال ہیں کہ اُن کا سینہ کلامِ الٰہی سے لب ریز، دل اللہ اور اُس کے محبوب ﷺ کی محبّت سے سرشار ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تربیتِ خاص نے اُنہیں کندن بنا دیا ہے۔ وہ نہایت رقیق القلب، فصیح اللسان، شیریں کلام اور محبّت و شفقت کا خزینہ ہیں۔ اُن کی آنکھوں میں حیا، دِل میں سوز و گداز، ہاتھوں میں بَلا کی قوّت اور قدموں میں حیرت انگیز ثبات ہے۔ جب میدانِ جنگ میں ہوتے ہیں، تو ماہرینِ حرب و ضرب انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ وہ فقہ کے امام ہیں۔ اُن کی تلاوت دِلوں کو جھنجوڑ دیتی ہے۔ اُنھیں حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے علم و معرفت سے بھرا چھاگل قرار دیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن و سنّت کا عالم کہا۔ وہ جب بات کرتے ہیں، تو لبوں سے پھول برستے ہیں۔ اُن کی قرأت کا سحر انگیز انداز سُننے والوں کو اپنا اسیر کر لیتا ہے۔ میرے شوہر کا فقیری میں بھی شاہانہ انداز ہے۔ اِتنی نعمتوں کے بعد مجھے اور کیا چاہیے؟‘‘

ثوابِ عظیم سے محرومی کا غم

عرب خواتین مختلف فنون میں مہارت رکھتی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی گھریلو دست کاری میں خاصی ماہر تھیں۔ اُن کے ڈیزائن کردہ خواتین کے ملبوسات اور گھریلو استعمال کی دیگر اشیاء بے حد پسند کی جاتیں اور طائف، مکّے کے بازاروں میں اُن کی بہت مانگ تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اس کام سے معقول آمدنی ہو جاتی تھی۔ چوں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کوئی ذریعۂ معاش نہ تھا، لہٰذا گھر کے تمام اخراجات اُن ہی کی آمدنی سے پورے کیے جاتے۔ وہ نہایت سخی اور فیّاض تھیں۔ مسکینوں اور محتاجوں کی مدد کر کے خوشی محسوس کرتیں۔ ایک دن اپنے شوہر سے بولیں ’’مَیں جو کچھ کماتی ہوں، وہ سب آپ اور آپ کی اولاد پر خرچ ہو جاتا ہے، میرے پاس صدقہ و خیرات کے لیے کچھ بھی نہیں بچتا، جس کے سبب ضرورت مندوں کی امداد نہیں کر پاتی اور یوں ثوابِ عظیم سے محروم ہو جاتی ہوں۔‘‘ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زوجۂ محترمہ کی افسردگی محسوس کرتے ہوئے فرمایا ’’جو قدم تمہارے فائدے کے لیے ہو اور جس میں تم اپنی آخرت کا بھلا محسوس کرتی ہو، وہی کرو۔ مجھے تمہارا نقصان گوارا نہیں اور جہاں تک رہی بات میری اور میری بچیوں کی، تو تم اس کی قطعی فکر نہ کرو۔‘‘ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اِس جواب سے مطمئن نہ ہوئیں، چناں چہ اپنا سوال لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گئیں۔

قرابت داروں کی مدد کا دُہرا ثواب

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں حدیث مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’اے عورتوں

کے گروہ! صدقہ دیا کرو، اگرچہ زیور بیچ کر دینا پڑے۔"

حضرت زینبؓ کہتی ہیں کہ یہ حکم سُن کر مَیں اپنے شوہر کے پاس آئی اور کہا "عبداللہ! تم ایک مفلس آدمی ہو، جب کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ خواتین صدقہ دیا کریں، تو تم جا کر حضور ﷺ سے یہ دریافت کرو کہ اگر مَیں تمہیں صدقہ دے دوں، تو کیا ادا ہو جائے گا اور کیا مجھے صدقے کا ثواب ملے گا۔" حضرت عبداللہ نے مجھ سے کہا "تم خود ہی جا کر معلوم کرلو۔" اُن کا یہ جواب سُن کر مَیں بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئی، تو دیکھا کہ دروازے پر انصار کی ایک عورت بھی اِسی مقصد کے لیے کھڑی ہے۔ ہم دونوں کی اندر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت بلالؓ باہر تشریف لائے۔ ہم نے اُن سے درخواست کی کہ حضور ﷺ سے ہمارے سوال کا جواب معلوم کر کے بتادیں، لیکن ہمارا نام نہ بتائیں۔ حضرت بلالؓ واپس پلٹے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہمارا سوال دُہرایا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا "یہ کون عورتیں ہیں؟" اُنھوں نے بتایا "ایک انصار کی عورت ہے اور دوسری حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اہلیہ، حضرت زینبؓ ہیں۔" آپؐ نے فرمایا "اُن سے کہو کہ ایسا کرنے میں اُنھیں دُہرا ثواب ملے گا۔ ایک ثواب تو قرابت داروں سے حسنِ سلوک کا اور دوسرا صدقے کا۔" (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ)

مسلمان شوہر کی گھریلو مصروفیات

حضرت زینبؓ سے سوال کیا گیا کہ "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ گھر میں کس طرح وقت گزارتے تھے؟" اُنھوں نے جواب دیا "ویسے تو اُن کا زیادہ تر وقت آنحضرت ﷺ کی خدمتِ اقدس یا جہاد میں گزرتا، لیکن جب گھر آتے، تو اندر آنے سے قبل دروازے پر دستک دیتے، پھر کھنکھارتے ہوئے اندر داخل ہوتے۔ سلام دُعا کے بعد ہم سب کا حال احوال دریافت کرتے۔ کوئی تازہ حدیثِ مبارکہ سُنتے، تو ہم سب کو بٹھا کر اُس کے بارے میں بتاتے۔ گھر کے اندر قرآن وسنّت کے احکامات کی مکمل پابندی کرواتے۔ بچّوں کی تعلیم وتربیت پر بھرپور توجّہ دیتے۔ گھریلو کاموں میں میرا ہاتھ بٹاتے اور بازار سے سودا سلف لاتے۔"

وفات اور اولاد

حضرت زینبؓ کی اولاد اور وفات کے بارے میں بہت کم معلومات دستیاب ہیں۔ تاریخ میں اُن کے صرف ایک صاحب زادے، حضرت ابوعبیدہؓ کا ذکر ملتا ہے، جو اپنے زمانے کے مشہور عالم اور محدث تھے۔ اُن سے کئی صحابہ کرامؓ نے احادیث روایت کی ہیں۔ تاہم، اُن کا جوانی ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔ حالات و واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت زینبؓ بھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زندگی ہی میں وفات پاچکی تھیں، جب کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے تیسرے خلیفۂ راشد، حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں 32ہجری کو 63 سال کی عُمر میں وفات پائی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضور ﷺ کی وفات کے بعد گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ جنگِ یرموک کے موقعے پر حضرت عمرؓ نے اُنہیں گوشۂ تنہائی سے نکال کر محاذ پر بھیجا۔ جب محاذ سے واپس آئے، تو اُنہیں کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ تب بھی اُن کی درویشی کا یہ عالم تھا کہ گورنر ہاؤس میں ایک چٹائی، ایک کمبل، کپڑے کے دو عدد جوڑوں، دو چادروں اور چند برتنوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ 10 سال تک گورنر رہے اور اس عرصے میں کوفے کو علم کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

سورۂ واقعہ کا کمال

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ خلیفۂ وقت، حضرت عثمان غنیؓ عیادت کے لیے تشریف لائے، تو اُنھوں نے دورانِ گفتگو کہا "اے ابنِ مسعودؓ! مَیں تمہاری بچیوں کے لیے وظیفہ جاری کر دوں گا۔" (یہ اُس وظیفے کا ذکر تھا، جسے اُنھوں نے کافی عرصے سے لینا ترک کر دیا تھا)۔ اُنھوں نے جواب میں فرمایا "امیر المومنینؓ! آپؓ میری بچیوں کی فکر نہ کریں۔ مَیں نے اُنہیں تلقین کر دی ہے کہ ہر شب سونے سے پہلے سورۂ واقعہ کی تلاوت کر لیا کریں۔ مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے کہ جو شخص ہر رات سونے سے پہلے سورۂ واقعہ پڑھے، وہ کبھی عسرت و فاقے میں مبتلا نہیں ہو گا اور نہ کبھی اُس کے رزق میں کمی آئے گی۔" اس واقعے میں کہیں بھی اہلیہ اور بیٹے کا تذکرہ نہیں، اگر وہ اُس وقت حیات ہوتے، تو بچیوں کے ساتھ اُن دونوں کا بھی ذکر ہوتا۔ اِس سے یہی گمان ہوتا ہے کہ حضرت زینبؓ کا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی وفات سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا۔

❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

درستگی تاریخ

شمارہ نمبر 44 میں سہواً مورخہ 10 تا 12 دسمبر 2021ء درج ہے۔

جبکہ

"67-A علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور" میں

17 تا 19 دسمبر 2021ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء ومعاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ منہج انقلاب نبوی ﷺ ☆ شہادت علی الناس واقامت دین

زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء ومعاونین اس پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

042-36293939 / 0331-4152275

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت : (042)35473375-78

......سب کچھ کہہ گزرتے ہیں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

افغانستان سے امریکی فوجی انخلاء کے بعد اب ڈاکٹر فوزیہ صدیقی کا یہ سوال اٹھانا نہایت برمحل ہے کہ: ''جعلی جنگ ختم ہوچکی۔حکومت عافیہ کو واپس کیوں نہیں لارہی؟'' بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی۔اس جنگ کا جعلی ہونا۔ ہمارا اس میں حصہ دار بننا۔ بھری کتاب میں پرویز مشرف کا فخریہ اقرار کہ امریکا کے ہاتھ قیدی اٹھا اٹھا کر بیچے۔ سچ کھل چکا۔ پچھلے دنوں وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور، علی محمد خان نے یہ کہا تھا کہ: ''گوانتا مو سے رہا ہونے والوں کو جلد واپس لایا جائے گا اور معاوضوں کی ادائی کی جائے گی''۔ یہ تو وہ قیدی ہیں جو امریکا اب بوجوہ خود رہا کررہا ہے، اس میں ہمارا کمال نہیں۔انہیں مشرف کی جائیدادیں بیچ کر معاوضے دینا بنتا ہے۔ عافیہ تو وہ مظلوم ہے جس کے لیے مسلمانوں کے شانہ بشانہ امریکی بھی رہا کروانے کے لیے مظاہرے کر رہے ہیں۔ عافیہ کے چیمپئن وزیراعظم (جو ایک وقت میں حکومتوں کو اس پر للکارتے، پکارتے رہے۔) عمران خان منہ موڑے بیٹھے ہیں۔

ایک بیٹی جو مغرب میں قیدی بنی
تا بہ مشرق ہے یہ حکم اٹھیں سبھی
پر ہے قاسم نہ اب معتصم ہی کوئی
بلکہ مجرم ہے، کوئی بڑھا ہے اگر!

یہ اہتمام مشرف دور سے کیا گیا کہ قاسم و معتصم سب عقوبت خانوں میں جھونک دو۔ ضمیر کی پکار پر اٹھنے کی اجازت 20 سال میں اس گلوب میں کسی خطے میں بھی نہ دی گئی۔ پاکستان کے طول وعرض سے لاپتگان کی المناک کہانی گواہ ہے۔ حتیٰ کہ خود امریکا پر بھی یہی حکم لاگو رہا۔ ضمیر کے قیدی کو ہر جگہ یا زندگی کی قید سے ہی رہا کردیا گیا، یا اسے اصلاً قید کردیا گیا۔

ایسوسیٹ پریس (امریکا) کی 26 نومبر کی رپورٹ ڈایٹرایٹ کے سابق فوجی کی موت کی خبر دے رہی ہے۔ میجر فش بیک ضمیر کے کچوکے کھاتا، 42 سال کی عمر میں ایک رفاعی دیکھ بھال (Foster Care) کے ادارے میں نفسیاتی مریض ہوکر مرگیا۔ اس نے افغانستان اور عراق میں اپنی (فوجی) تعیناتی کے دوران قیدیوں سے جو غیرانسانی سلوک دیکھا، اس پر وہ مسلسل اپنے افسران کو متوجہ کرتا رہا۔ ان کی جانب سے ایسی شکایات نظرانداز کیے جانے پر اس نے آرمڈ سروسز کمیٹی کے سربراہ سینیٹر وارنر اور رکن سینیٹر مکین کو خط لکھے۔ اس نے کہا کہ ''قیدیوں کے لیے بہتر انسانی رویوں اور قانونی سلوک بارے اپنی قیادت سے واضح اور شفاف جواب سے محروم ہوں۔ جو کچھ میں نے، اور میرے ماتحت فوجیوں نے عراق، افغانستان میں دیکھا، اس میں بدترین جسمانی تشدد، ٹوٹی ہڈیاں، قتل، شدید ترین جسمانی مشقت، برہنگی مسلط کرنا، نیند سے جبری محرومی، ذلت آمیز سلوک، موت کی دھمکیاں شامل ہیں۔'' بالآخر اس کے مسلسل پیچھا کرنے پر 2005ء میں سینیٹ کو انسداد (بے رحمانہ) تشدد پر قانون سازی کرنی پڑی۔ تاہم بعدازاں اس ایکٹ میں ترمیمات کرکے چور دروازے بنا لیے گئے۔ یہی مغربی جمہوریت کی حیلہ بازی ہے۔ فش بیک اعلیٰ اقدار اور اصول پسندی کی خاطر اس نظام سے اعصاب شکن حصولِ انصاف کی جنگ لڑتے زندگی ہار بیٹھا۔ اس کی شکایت یہ تھی کہ وہ آئیڈیلز جن کی خاطر امریکی سپاہی اپنی جان داؤ پر لگا رہے ہیں، وہ روندے جا رہے ہیں۔ اس کی اصل بہادری اس کے مداحوں کے نزدیک انسانی ہمدردی اور دردمندی تھی! غیرانسانی سلوک پر سینہ زوری نے اسے نفسیاتی مریض بنادیا۔ وہ نادان نہیں جانتا تھا کہ افغانستان پر 'آپریشن پائیدار آزادی' کے نام پر امریکا افغانوں کو 'آئیڈیلز'' دینے گیا ہی کب تھا۔ وہ تو انہیں زندگی کی قید ہی سے رہائی دینے کا سامان ہر نوعیت کے بموں اور حربوں سے کرتا رہا۔ ایسے غیرمعمولی باضمیر انسانوں کو امریکا بعد از مرگ تھپکی یوں دیتا ہے کہ ٹائم میگزین نے اسے 2006ء میں دنیا کے 100 موثر ترین افراد میں شامل کرنے کا اعزاز دے دیا!

اب دیکھ لیجیے یہاں سے جن افغانوں کو وہ احسان کرکے ہمراہ لے گئے تھے ان کا حشر جا بجا کیا ہوا۔ 41 سالہ اجمل امانی افغانستان میں امریکی اسپیشل فورسز کا ترجمان رہا۔ اس خدمت کے دوران کئی مرتبہ وہاں طالبان کے ہاتھوں زخمی ہوا۔ نفسیاتی امراض کا شکار ہوگیا۔ امریکا میں زیر علاج تھا۔ اسی کیفیت میں (سیفر اسسلو، 25 نومبر) اپنے ہوٹل میں اس نے ایک چھوٹا، 6 انچ کا چاقو نکال لیا۔ امریکی پولیس نے سیدھی چھ گولیاں برسا کر وہیں مار پھینکا۔ اتنا رحم بھی نہ کھایا کہ زخمی کرکے قابو کرلیتے جان سے نہ مارتے! امریکا پر مرمٹنے کا عبرتناک انجام!

ادھر پچھلے دنوں عرب امارات سے زلزلے اور افراتفری، پریشانی، سراسیمگی کی خبریں آئیں۔ مگر یہ عجب کیا، کہ فلسطینیوں پر گزرتی قیامتوں سے منہ موڑے اماراتی صدارتی محل پر اسرائیلی پرچم آویزاں ہوا، سفارتی تجارتی تعلقات عروج پر ہیں۔ اسرائیلی ترانہ پڑھا گیا۔ زمین جھرجھری تو لے گی۔ عالمی علماء یونین نے عرب ممالک کے اسرائیل سے تعلقات پر شدید تنقید کرتے ہوئے انہیں شرعاً حرام قرار دیا ہے۔ اس طرزعمل کو فلسطینی قوم سے خیانت وغداری قرار دیا ہے۔ صہیونی قابض فوج نے 135 فلسطینی فائرنگ کرکے زخمی کیے ہیں۔ فلسطینیوں پر تشدد سے 97 دم گھٹ جانے کے واقعات مزید ریکارڈ ہوئے ہیں۔ عالمی سطح پر مسلم قیادت کے ایسے ہی اظہارِ غیرت کی مسلسل ضرورت ہے۔ کشمیر اور بھارت میں مسلمانوں پر مظالم کا نوٹس لیا جانا، مودی پر دباؤ بھی لازم ہے۔ یہی عرب ممالک نہ صرف اسرائیل بلکہ بھارت سے بھی محبت کی پینگیں بڑھانے کے مجرم ہیں، کشمیر پر ایسے ہی مظالم کے باوجود۔

جان لیجیے کہ یہ کفر وایمان کی ازلی ابدی جنگ ہے۔ ہمیں رواداری اور تقارب پڑھانے والے سبھی بغل میں چھری مسلمانوں کے لیے رکھے رہتے ہیں۔ سید سلیمان ندویؒ نے مسجد شہید گنج کے واقعے پر تڑپ کر لکھا تھا: ''زمین پیاسی ہے۔ اس کو خون چاہیے لیکن کس کا؟

طرابلس کی زمین کس کے خون سے سیراب ہے؟ مسلمانوں کے! مسجد اقصیٰ کس کے خون سے رنگین ہے؟ مسلمانوں کے! ہندوستان کی زمین بھی پیاسی تھی، خون چاہتی تھی۔ کس کا؟ مسلمانوں کا۔ آخرکار یہ خون برسا اور ہندوستان کی خاک سیراب ہوئی!'' اس دور میں خونِ مسلم کی سیرابی سے جا بجا نخلِ آزادی پھوٹا۔ تاہم ہر جگہ ہی یہ جلد یا بدیر غلام صفت حکمرانوں کے ہاتھوں بن کھلے مرجھا گیا۔ سبھی استعماری ممالک حکمرانی اشرف غنی جیسے کٹھ پتلی بدعنوان عناصر کے حوالے کر کے گئے جو اسلام دشمنی میں آقاؤں سے بدتر تھے۔ حقیقی آزادی ایک دن بھی کسی مسلم خطے کا مقدر نہ ہوئی۔

1996ء میں طالبان کی حکومت قائم ہوئی تو عالمی قوتوں کے مقابل حریت کے توانا جذبوں کے امین کیونکر برداشت کیے جاتے۔ سو افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اب ایک مرتبہ پھر عشق بلاخیز کا قافلہ سخت جان دنیا کو ششدر کیے (فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ) مسندِ اقتدار پر چھا چکا ہے۔ توکل، ایمان، یقین محکم عمل پیہم کی خونچکاں داستان تاریخ کی گھاٹیوں سے سرخرو ہوکر پورے افغانستان پر کلمے کی حکمرانی کا اعلان کر رہی ہے۔ ملا محمد حسن اخوند، وزیراعظم اسلامی امارت نے قوم سے پہلا خطاب کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کے معاشی بحران اور بے روزگاری کی تمام تر ذمہ داری پچھلی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ اس حکومت نے اپنے سبھی وعدے پورے کیے ہیں۔ ماضی میں لوگ بے در بے گھر ہو چکے تھے۔ آج ہر طرف تحفظ اور امن ہے۔ میں اپنی قوم اور مجاہدین سے کہتا ہوں کہ وہ شانہ بشانہ اسلامی نظام کے قیام اور استحکام کے لیے، ایک بہتر مستقبل کے لیے کام کریں۔ ہم اپنی ہمت سے بڑھ کر دن رات لوگوں کے مسائل حل کرنے میں جتے ہوئے ہیں۔ انہوں نے یہ واضح کیا کہ جو لوگوں کے گھروں میں (بلا اجازت) گھس رہے ہیں وہ مجاہدین نہیں بلکہ ان کا حلیہ اختیار کر کے مسلح چور ڈاکو ہیں۔ انہوں نے اپنے گورنروں، کمانڈروں، افسروں کو تاکید کی کہ اپنے دروازے عوام (کے مسائل حل کرنے) کے لیے کھلے رکھیں، ورنہ اللہ اپنی رحمت کے دروازے آپ پر بند کر دے گا۔ انہوں نے تعلیم کا مرد وزن دونوں کے لیے لازم ہونا ضروری قرار دیتے ہوئے کہا کہ اسلامی امارت نے خواتین کو ان کے حقوق، وقار، پاکیزگی اور عزت عطا کی ہے۔ انہوں نے ہمسایہ ممالک کو یقین دہانی کروائی کہ انہیں افغانستان سے کوئی خطرہ لاحق نہ ہوگا۔ ہم دوسرے ممالک میں دخل اندازی کی کوئی پالیسی نہیں رکھتے۔ انہوں نے عوام کو قحط سے نجات کے لیے دعاؤں کے لیے کہا، کہ یہ اللہ سے بغاوت کے نتیجے میں اللہ کی طرف سے آزمائش ہے۔

ہمارے ہاں ایک بھاری بھرکم انتہائی مہنگے جمہوری نظام جس میں پوری سرکار (حکومت، عدلیہ، بیوروکریسی سول، ملٹری) ملکی وسائل کا بیشتر حصہ نگل جاتی ہے، عوام کا حال حشر دیدنی ہے۔ پٹرول کا بحران حکومت اور ڈیلرز کے خفیہ مذاکرات کے بعد سبھی کو ستا کر ختم ہوا۔ یہاں سبھی کچھ خفیہ ہے۔ خفیہ خفیہ ہی ملک آئی ایم ایف کے ہاتھ گروی ہے۔ عوام کو ہمہ وقت اپنی ڈال رکھو کہ انہیں اوپر والوں کو دیکھنے کی بھی فرصت نہ ملے۔ گرمیوں میں بجلی کے ہاتھوں چوٹی تا ایڑی پسینہ بہے اور اب سردی میں گیس کو ترستے لرزتے کانپتے منقار زیر پر رہیں! صبر سے رہیں، گھبرانا نہیں ہے۔ صبر کا بدلہ جنت ہے جو بنی ہی عوام کے لیے ہے اور حکمران عوام کو وہاں پہنچانے کے مشتاق ہیں۔ اس سے بڑھ کر بھی خواہی کیا ہوگی؟ ؎

کوئی سمجھے نہ سمجھے ہم تو سب کچھ کہہ گزرتے ہیں!

بقیہ اداریہ: تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع 2021ء

تعداد شامل ہوگئی یہ بڑی منظم جماعت تھی اور اُس کے کارکن اپنے سربراہ کے اشارہ ابرو پر ناچتے تھے اور اچھا بُرا ہر قسم کا کام کر گزرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ اپنی کمیونٹی کے لوگوں کے کام بھی ہوتے تھے اُن کی مدد بھی ہوتی تھی لیکن بھتہ خوری اور قتل و غارت گری بھی روزمرہ کی ایک روٹین بن گئی تھی۔

انتہائی اہم سوال یہ ہے کہ مہاجروں کو اپنی ''مہاجرت'' قریباً پینتیس (35) سال بعد کیوں یاد آئی۔ اُس وقت تک اُن کی وہ نسل جو پاکستان ہی میں پیدا ہوئی تھی جوانی ہی کو نہیں ادھیڑ عمر کو بھی پہنچ رہی تھی۔ ہماری رائے میں اِس کی تین وجوہات تھیں: (1) مقامی سندھیوں کا Son of the Soil ہونے کے حوالے سے انتہائی متکبرانہ رویہ جو عروج پر پہنچ چکا تھا۔ (2) 1971ء میں پاکستان ٹوٹنے کے بعد ایک سندھی کا وزیراعظم بن کر مقامی سندھیوں کو Out of the Way نوازنا، خاص طور پر ہر سطح پر کوٹہ سسٹم کا اجراء جس نے کراچی اور حیدرآباد کے لوگوں میں بڑا اشتعال پیدا کر دیا تھا۔ (3) الطاف حسین کا انتہائی انا پرست ہونا پھر یہ کہ بنگلہ دیش بننے کے بعد جناح پور بنانے کے خواب دیکھنے لگنا۔ حقیقت یہ ہے کہ جناح پور کا بے تاج بادشاہ بننا الطاف حسین کی ایسی خواہش تھی جسے کنٹرول کرنا ناممکن ہوگیا تھا۔ علاوہ ازیں ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی سے مقامی سندھیوں کے مخالفانہ جذبات کا مقابلہ کرنے کے لیے جنرل ضیاء الحق کو سندھ کے شہریوں کی مدد کی ضرورت تھی۔ لہٰذا سیاسی مفادات کی تکمیل کے لیے ایم کیو ایم جیسی جماعت کو کھڑا کیا گیا اور اُس کی مکمل پشت پناہی کی گئی۔ قصہ کوتاہ، ان وجوہات کی بناء پر ایم کیو ایم محض ایک مضبوط جماعت ہی نہیں بلکہ زورآور اور منہ زور جماعت بن کر سامنے آئی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی تمام مخالف جماعتیں اُس زمانے میں ایم کیو ایم کی پشت پر تھیں۔ اس پس منظر میں ہم کہنا تو یہ چاہتے تھے کہ اگر ایم کیو ایم ایک منظم جماعت کی حیثیت سے اور اتنی زبردست عوامی حمایت کی حامل ہونے کی وجہ سے پاکستان کی داخلی سیاست میں مثبت رول ادا کرتی تو آج پاکستان کی صورتِ حال کافی مختلف ہوتی لیکن منفی بنیادوں پر قائم ہونے والی ایک جماعت مثبت رول ادا کرتی تو کیسے کرتی یہ غیر منطقی بات تھی۔ ہم ایم کیو ایم کی بنیاد کو منفی اس لیے قرار دیتے ہیں کہ مہاجر چند سال کہلانا چند دہائیوں تک کہلانا یا ایک نسل تک کہلانا تو سمجھ میں آتا ہے کوئی نسل در نسل اور صدیوں تک مہاجر نہیں کہلا سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ تقسیم کے وقت ان بھارتی مسلمانوں نے بھارت سے پاکستان ہجرت دو وجوہات کی بناء پر کی تھی۔ پہلی یہ کہ وہ ہندوؤں کے ملک میں اپنا اور اپنی آئندہ نسلوں کا مستقبل محفوظ نہیں سمجھتے تھے اور دوسرا یہ کہ وہ جان و مال کی قربانی دے کر ایک اسلامی ریاست کے شہری بننا چاہتے تھے۔ فرض کرلیں کہ اُن کی دونوں توقعات پوری نہیں ہوئیں تب بھی مثبت رویہ یہ تھا کہ مہاجروں کے نہیں شہریوں کے حقوق کے لیے آواز بلند کی جاتی اور ملک میں نفاذ اسلام کے لیے تگ و دو کی جاتی جبکہ وہ صرف مہاجر مہاجر کہتے رہے اور سیکولر نظام کے علمبردار بن گئے۔ (جاری ہے)

اسلام میں ایک مثالی شوہر کا کردار کیا ہے؟

زبیدہ نصیر

اسلامی نقطۂ نظر سے ایک شوہر ہونے کا کیا مطلب ہے؟ کیا صرف اپنے گھر والوں کو کھانا، رہائش اور کپڑے فراہم کرنا ہی اس کی ذمہ داری ہے یا اس کی ذمہ داریاں اس سے کہیں بڑھ کر ہیں؟ اس مضمون میں ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی رو سے ایک شوہر کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔

ایک شوہر اپنے خاندان کا سرپرست ہوتا ہے

سب سے اول اور اہم شوہر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے لیے حصول رزق کے لیے کوشاں رہے اور اپنی زوجہ اور اپنے بچوں کا سرپرست بنے۔ اس بات کو قرآن کریم میں بہت واضح طور پر فرمایا گیا ہے۔

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس لیے کہ اپنا مرد مال خرچ کرتے ہیں، پھر نیک عورتیں تابعدار ہوتی ہیں کہ مردوں کی غیر موجودگی میں اللہ کی مدد سے (ان کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں۔'' (النساء:34)

آج کے دور میں خواتین ہر معاشرے کی ترقی میں اہم ترین کردار ادا کر رہی ہیں اور زندگی کے ہر شعبے میں اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ ایسے ہی اگر کوئی عورت کام نہیں کرنا چاہتی تو وہ اس انتخاب میں بھی آزاد ہے اور مرد اس کو مجبور نہیں کر سکتا کیونکہ اسلامی نقطہ نظر میں یہ اس کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اس لیے ہر حال میں مرد پر ہے کہ وہ کسی شعبے سے متعلق مہارت حاصل کرے اور ملازمت کے لیے ضروری تعلیم حاصل کرے یا پھر اپنے کاروبار سے وابستہ ہو جائے۔

پیار کرنے والا شوہر

مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں مردوں کی نسبت زیادہ جذباتی ہوتی ہیں اور اس بات کو عمومی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ جذباتی ہونا یہاں منفی پہلو میں نہیں لیا جاسکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ جذباتی انفارمیشن پراسیسس میں مردوں کی نسبت بہتر ہوتی ہیں۔ چونکہ ایک عورت زیادہ حساس ہوتی ہے اس لیے شوہر پر یہ لازم ہے کہ وہ جس قدر ممکن ہو اس کے ساتھ محبت اور مہربانی کا سلوک کرے۔ بعض اوقات آدمی اس معاملے میں کوتاہی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ وہ اس معاملے میں لاپرواہ ہوتے ہیں بلکہ انہیں اس حوالے سے زبانی یاددہانی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ نتیجتاً مرد بعض اوقات وہ لگاوٹ فراہم نہیں کر سکتے جو عورتوں کو اکثر چاہیے ہوتی ہے۔ چاہت کی کمی ذہنی صحت کو منفی طور پر متاثر کرتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ اس کا شوہر اسے پیار کرتا ہے مگر اس بات کا بار بار اظہار اسے خوش رکھتا ہے اور اس کو تحفظ کا احساس رہتا ہے۔ اس حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے: "تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے حق میں بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے لیے تم میں سب سے زیادہ بہتر ہوں۔'' (ابن ماجہ)

حضور نبی کریم ﷺ اپنی ازواج سے بہت محبت کرتے تھے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں مردانگی کا ایک عجیب سا نظریہ پایا جاتا ہے اور بیوی سے محبت کرنے والے فرد کو اکثر اس کے دوست اور عزیز و اقربا زن مرید کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی بیوی سے محبت کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال کے لیے اپنے بہت سارے منصوبے ترک کر دیتا ہے۔ پس اسلامی نقطۂ نظر سے یہ ایک غلط نظریہ ہے۔ البتہ اصل بات یہ ہے کہ شوہر بیوی کی محبت میں کسی قسم کا کوئی غیر شرعی کام نہ کرے حقیقت یہ ہے کہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے لیے راحت کا سبب ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لیے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں تا کہ ان کے پاس چین سے رہو اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی، جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔'' (الروم:21)

عزت دینے والا شوہر

ایک عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شوہر کی تمام جائز اور منطقی احکامات کو مانے۔ اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ عورت کو ہر حال میں مرد کے احکامات کی پیروی کرنی چاہیے اور بس اس کا یہی کام ہے۔ پس وہ عورت کو ہر وہ کام کرنے پر مجبور کرتے ہیں جیسا کہ وہ چاہتے ہیں کہ عورت اپنے تمام اثاثے مرد کے حوالے کر دے، حجاب نہ کرے اور بسا اوقات عورت کے ساتھ مار پیٹ کرنا۔ ایک شادی شدہ عورت ہرگز دوسرے درجے کی شہری نہیں ہوتی۔ شوہر کی طرح وہ بھی انسان ہے اور اس کے بھی کچھ احساسات ہیں۔ ایک شوہر کو اس بات کی پابندی کرنی چاہیے کہ وہ عورت کے ساتھ بدزبانی نہ کرے، اور دوستوں اور گھر والوں کے سامنے اس کے ساتھ برے انداز سے پیش نہ آئے۔ کیونکہ اس سے عورت کی بہت دل شکنی ہوتی ہے۔

اخلاقی شوہر

ہم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے: ''میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔'' (مسند احمد)

اچھا کردار ایمان اسلام کی بنیاد ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کے پیچھے بہت زیادہ حکمت و دانائی پنہاں ہے۔ اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ایک شوہر اپنی بیوی سے اچھے اخلاق سے پیش آئے گا خاص طور پر مشکل وقت میں اور دونوں کے مابین کسی بات پر نااتفاقی ہوگی۔ اس لیے اسے وہ اپنی زوجہ کی بات مکمل تحمل سے سنے گا اور اس پر چیخے چلائے گا نہیں۔ عورتوں کے مابین ایک مشہور قول ہے (اگرچہ یہ کہنا بھی درست نہیں ہے) کہ ''شرافت مر چکی ہے'' یہ درحقیقت مردوں کے بنیادی ضابطِ حیات کی طرف اشارہ ہے۔ مسلمان مردوں کو اس کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔

درگزر کرنے والا شوہر

ہر شخص غلطی کرتا ہے اس لیے شوہروں کو ہر ممکن حد تک اپنی بیویوں کے لیے درگزر کرنا چاہیے۔ اگر وہ کوئی غلطی کریں تو انہیں بتائیں کہ انہوں نے کیا غلطی کی اور انہیں اس کو درست کرنے کی ترغیب دیں۔ اگر شوہر معاف کرنے والا بن جائے اور بہت پیار سے معاملات کو حل کرنے کی کوشش کرے تو زندگی سہل ہو سکتی ہے۔

توجہ دینے والا شوہر

ہر ایک چیز سے بڑھ کر عورت کو مرد کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ چاہے آپ کتنے ہی مصروف کیوں نہ ہوں اپنی زوجہ کے ساتھ ضرور وقت نکالیں اور اسے بھرپور توجہ دیں۔ عورت کم آمدن میں گزارا کر سکتی ہے اگر اسے شوہر وقت دے۔ اگر آپ زیادہ کمانے کی دھن میں مگن ہیں اور اپنی زوجہ کو نظر انداز کر رہے ہیں تو اس طرح عائلی زندگی مشکلات کا شکار ہو سکتی ہے۔

India's arrest of Kashmiri human rights activist evokes global condemnation

Inam ul Hassan

The UN as well as several international human rights organizations have condemned Indian occupation forces' arrest of Khurram Parvez.He is a leading human rights activist in Kashmir.

Mary Lawlor, the UN Special Rapporteur on Human Rights Defenders, called his arrest "disturbing".In her tweet, Lawlor said, "I'm hearing disturbing reports that Khurram Parvez was arrested today [Nov 22] in Kashmir & is at risk of being charged by authorities in India with terrorism-related crimes. He's not a terrorist, he's a human rights defender."

Netherlands' human rights organization, Rafto Foundation, that had awarded its 2017 prize to Parvez, termed his arrest "disturbing news"."Kashmiri Human Rights Defender and Rafto Laureate 2017 Khurram Parvez arrested today (22 Nov). We appeal to Indian authorities to release him from detention without delay," the statement said.

The World Organisation Against Torture (OMCT) also issued a statement calling for his immediate release.OMCT is a global network of over 200 NGOs fighting for human rights and against torture."We are deeply concerned about the high risk of torture while in custody," it said in its statement about Parvez's detention.

Parvez, arrested from his home, is well-known internationally for his human rights work.Aided by the local police and paramilitary forces, India's National Investigative Agency (NIA) personnel raided his house.The Agency has gained notoriety for its criminal conduct against innocent Kashmiris who have been struggling for the right of self-determination for more than seven decades.During the raid, NIA personnel confiscated Parvez's cell phone, laptop and some books.His wife's cell phone was also snatched.

Program coordinator for the Jammu Kashmir Coalition of Civil Society (JKCCS), Parvez was arrested a week after his organization issued a statement condemning recent killings of civilians in Srinagar, the state capital.Indian occupation forces have been using Kashmiri civilians as human shields.Several have died under such circumstances what are euphemistically called "encounters" with militants but in reality, Kashmiri youth are being extrajudicially executed.

JKCCS is an umbrella group of various rights organizations and individuals based in Indian occupied Kashmir.Parvez is also chairperson of the Asian Federation against Involuntary Disappearances (AFAD).According to the charge sheet handed to his family, Parvez was booked for multiple alleged offences including the notorious Unlawful Activities Prevention Act (UAPA).

It is reflective of the stifling atmosphere under Indian occupation that even human rights work in Kashmir is classified as 'unlawful activity'.The raft of sections under which the case has been filed include sections 120B

case has been filed include sections 120B (criminal conspiracy), 121 (waging war against the government of India) and 121A (punishment for conspiracy to wage war against the government of India) of the Indian Penal Code and sections 17 (raising funds for terror activities), 18 (punishment for conspiracy), 18B (recruiting any person or persons for commission of a terrorist act), 38 (offence relating to membership of a terrorist organisation) and 40 (offence of raising fund for a terrorist organisation) of the Unlawful Activities (Prevention) Act 1967.Having kept the people of Jammu and Kashmir in prison-like conditions for more than two years, Indian occupation forces are now criminalizing human rights work as well.

This is what the arrest of Parvez means.

The JKCCS has published several reports on gross human rights abuses in Kashmir under Indian military occupation.Its last report, 'Kashmir's Internet Siege' highlighted the arrest of thousands of people and failure of the judicial system in IOJK after India unilaterally and illegal abolished Articles 370 and 35A in August 2019.

This is not the first time Khurram Parvez has been arrested.In 2016, he was imprisoned for 76 days under another notorious law, the Public Safety Act (PSA).He was prevented from boarding a flight to Switzerland to take part in a session of the UN Human Rights Council.The people of Jammu and Kashmir have struggled against India's illegal occupation since October 1947.Even before India gained independence from British rule, the Kashmiris were struggling against Dogra rule.The state of Jammu and Kashmir is overwhelmingly Muslim but the ruler, Hari Singh was Hindu.Under the partition plan, the state of Jammu and Kashmir should have become part of Pakistan. This was also the desire of the vast majority of people.They were frustrated in their genuine by a diabolical plot hatched by the British and India's new rulers and illegally occupied the state.

India maintains more than 900,000 troops in Kashmir to oppress and terrorize the people.While the people's struggle against Indian occupation has been ongoing, in August 2019, the fascist regime of Narendra Modi unilaterally abrogated a number of articles that had granted some measure of autonomy to the people.Indian occupation forces have also intensified their reign of terror against the people including arresting human rights activists.

Khurram Parvez's arrest is part of this clampdown.Thousands of other Kashmiris also languish in India's notorious jails.Unless there is concerted international pressure on India, the Modi regime will continue with its inhumane policies.

It must not be allowed to succeed.

Courtesy: *The Truth Journal*

دعائے مغفرت

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُون

☆ حلقہ ساہیوال، پاکپتن کے ملتزم رفیق ایاز احمد وفات پا گئے۔

☆ فیصل آباد کے مبتدی رفیق قدیس جاوید کے والد روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے۔ برائے تعزیت:0303-9556238

☆ حلقہ کراچی جنوبی، قرآن اکیڈمی کے رفیق شہباز طاہر کے بہنوئی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ سرگودھا کے ناظم مالیات محمد ثاقب قریشی کے چچا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت:0321-6079797

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی ناصر پور پشاور کے رفیق محترم قاری وقاص احمد کے چچا وفات پا گئے۔ برائے تعزیت:0321-9187261

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol. 30 Regd. C.P.L NO. 114 No.45

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore